احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

جولائی 2019ء

شہر اعتکاف 2019ء

ہدایت، تقویٰ، علم نافع، محاسبہ نفس

شیخ الاسلام کے ”غنیۃ الطالبین“ اور ”بدایۃ الھدایہ“ سے 10 روزہ دروس

سیّد السادات شیخ المشائخ قدوۃ الاولیاء

سیّدنا طاہر علاؤالدّین القادری الگیلانی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ

حیات و تعلیمات

نفس کی پہچان اور اصلاح

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا علمی و فکری خصوصی خطاب

اس نظام میں ظالموں کے حقوق ہیں، مظلوموں کے نہیں

شیخ الاسلام کا شہدائے ماڈل ٹاؤن کی 5 ویں برسی کے موقع پر خطاب

المواخات اسلامک مائیکروفنانس پراجیکٹ کی افتتاحی تقریب

شہرِ اعتکاف 2019ء

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

بفیضان نظر
قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیر سرپرستی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ

زیر نگرانی
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری | ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

جلد: 33 / شمارہ: 7 | ذوالقعدہ ۱۴۴۰ھ / جولائی 2019ء

حسن ترتیب

(اداریہ) شہدائے ماڈل ٹاؤن کی 5ویں برسی، قرآن خوانی کی تقاریب	چیف ایڈیٹر	3
القرآن: نفس کی پہچان اور اصلاح	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	5
الفقہ: ایک مکتبہ فقہ کی تقلید کیوں ضروری ہے؟	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	12
قدوۃ الاولیاء حضور پیر صاحبؒ۔ حیات و تعلیمات	خصوصی تحریر	15
شہر اعتکاف 2019ء (رپورٹ)	محمد یوسف منہاجین	20
شیخ الاسلام کی نئی آنے والی کتب کا تعارف	محمد فاروق رانا	33
شہدائے ماڈل ٹاؤن کی پانچویں برسی۔ شیخ الاسلام کا خطاب	خصوصی رپورٹ	35
المواخات اسلامک مائیکروفنانس پراجیکٹ کی افتتاحی تقریب	رپورٹ: آفتاب احمد خان	37
کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز۔ ایک تعارف	رپورٹ: شہباز احمد طاہر	39

چیف ایڈیٹر: نوراللہ صدیقی

ایڈیٹر: محمد یوسف

ڈپٹی ایڈیٹر: محبوب حسین

ایڈیٹوریل بورڈ
محمد فاروق رانا، عین الحق بغدادی
محمد رفیق نجم

مجلس مشاورت
خرم نواز گنڈاپور، احمد نواز انجم
جی ایم ملک، تنویر احمد خان، سرفراز احمد خان
منظور حسین قادری، غلام مرتضیٰ علوی

قلمی معاونین
مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، پروفیسر محمد نصراللہ معینی
ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، پروفیسر محمد الیاس اعظمی
ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، علامہ شہزاد مجددی، محمد افضل قادری

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم — گرافکس: عبدالسلام
خطاطی: محمد اکرم قادری — عکاسی: قاضی محمود الاسلام

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ
www.minhaj.info
www.facebook.com/minhajulquran
email:mqmujallah@gmail.com (مجلّہ آفس و سالانہ خریداران)
minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبرشپ/رفقاء)
smdfa@minhaj.org (بیرون ملک رفقاء)

قیمت فی شمارہ: 35 روپے — سالانہ خریداری: 350 روپے

انتباہ! مجلّہ منہاج القرآن میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

بدل اشتراک: مشرق وسطیٰ جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ و ریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک فیصل ٹاؤن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور UAN:042-111-140-140 Ext:128

حمد باری تعالیٰ

خالقِ نظمِ دو جہاں تو ہے
گو عیاں ہے مگر نہاں تو ہے

ذرّے ذرّے میں تیری جلوہ گری
پھر بھی کھُلتا نہیں کہاں تو ہے

قطرے قطرے میں حُسن ہے تیرا
حُسن کا بحرِ بے کراں تو ہے

خالقِ انبیائے نوعِ بشر
کارواں، میرِ کارواں تو ہے

نگاہِ خلق سے نہاں ہوکر
ہر تجلی میں ضوفشاں تو ہے

سب پہ یکساں تیرا ہے لطف و کرم
سب ہی بندوں پہ مہرباں تو ہے

ہے شریف حزیں ترا بندہ
اور خداوندِ دو جہاں تو ہے

(شریف امرہوی)

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

آپؐ کے قدموں کے صدقے میں دعائیں ہوں قبول
مجھ غلامِ بے نوا کی التجائیں ہوں قبول

حاضری کے پھول لے کر حاضرِ دربار ہوں
اک غریبِ شہر کی آقاؐ وفائیں ہوں قبول

کب سے ہیں آنکھیں درِ اقدس پہ محوِ التجا
آخرِ شب کانپتی میری صدائیں ہوں قبول

میرے اندر کا بھی انسان عجز کی تصویر ہے
آپؐ کے دربار میں اس کی انائیں ہوں قبول

چند آنسو ہیں رقم میرے عریضے میں حضورؐ
دیدۂ تر کی مؤدب سب گھٹائیں ہوں قبول

میرے پاکستان کی یاسیدیؐ یا مرشدیؐ
آنسوؤں میں رات بھر بھیگی ہوائیں ہوں قبول

احتراماً لفظ ہونٹوں سے ادا ہوتے نہیں
درد میں لپٹی ہوئی آقاؐ نوائیں ہوں قبول

ایک اک ساعت ہے مصروفِ ثنا یا مصطفیٰؐ
محفلِ میلاد کی پرنم فضائیں ہوں قبول

آج پھر اصرار کرتی ہے یزیدیت، حضورؐ!
ہر قدم پر عصرِ نو کی کربلائیں ہوں قبول

بے خودی میں رقص کے عالم میں رہتا ہے ریاضؔ
یا نبیؐ، وارفتگی کی انتہائیں ہوں قبول

(ریاض حسین چودھریؒ)

اداریہ

شہدائے ماڈل ٹاؤن کی 5ویں برسی، شہر شہر قرآن خوانی کی تقاریب

17 جون 2019ء کے دن شہدائے ماڈل ٹاؤن کی 5ویں برسی منائی گئی۔ پاکستان بھر کے 300 شہروں اور بیرون ممالک کی تنظیمات نے شہدائے ماڈل ٹاؤن کے لیے قرآن خوانی کی خصوصی محافل کا اہتمام کیا اور ان کی قربانیوں کو یاد کیا اور خراج تحسین پیش کیا۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی ہدایت پر 16 جون کو پاکستان عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن کے مرکزی، صوبائی و ضلعی رہنماؤں نے شہدائے ماڈل ٹاؤن اور شہدائے انقلاب مارچ کی قبروں پر حاضری دی، پھولوں کی چادریں چڑھائیں اور فاتحہ خوانی کی۔ رہنماؤں نے لاہور میں 6 شہداء کی قبروں پر حاضری دی اور پھولوں کی چادریں چڑھائیں۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد مرکزی رہنما سب سے پہلے قبرستان شاہ گوہر آباد محمود بوٹی لاہور میں شازیہ مرتضٰی شہید اور تنزیلہ امجد شہید کی قبروں پر گئے، بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں درود و سلام کا ہدیہ پیش کیا، پھولوں کی چادریں چڑھائیں اور شہداء کے درجات کی بلندی کے لیے دعا کی گئی۔

اس کے بعد مرکزی رہنما ورثاء اور کارکنوں کی ایک بہت بڑی تعداد کے ہمراہ مناواں میں عاصم حسین شہید، تاجپورہ میں غلام رسول شہید، کماہاں میں صوفی محمد اقبال شہید، کوٹ لکھپت میں عمر صدیق شہید کی قبروں پر گئے۔ خرم نواز گنڈاپور و دیگر رہنما 17 جون کے زخمی معراج دین کے گھر بھی گئے، ان کی بیماری پرسی کی اور ان کی تندرستی کیلئے دعا کی۔ لاہور کے علاوہ دیگر شہروں میں بھی پاکستان عوامی تحریک اور منہاج القرآن کے مرکزی رہنما سانحہ ماڈل ٹاؤن اور انقلاب مارچ کے شہداء کی قبروں پر گئے۔ اسی طرح شہدائے انقلاب قاری خاور نوید، عبدالمجید، رفیع اللہ، ڈاکٹر محمد الیاس، محمد یونس، محمد نوید رزاق، ظہور احمد، محمد رضوان، رفیع اللہ نیازی، محمد آصف علی، سیف اللہ چٹھہ، حمیرا امانت، شکیلہ بی بی، محمد عزیز، حکیم صفدر علی، شہباز اظہر، گلفام ولید بھٹی کی قبروں پر بھی حاضری دی گئی۔

لاہور میں شہداء کی قبروں پر فاتحہ خوانی کے بعد مرکزی سیکرٹریٹ میں واقع شہدائے ماڈل ٹاؤن و شہدائے انقلاب مارچ کی اجتماعی یادگار پر مرکزی رہنماؤں نے پھولوں کی چادریں چڑھائیں اور فاتحہ خوانی کی۔ اس موقع پر ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن خرم نواز گنڈاپور نے میڈیا سے خصوصی گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہم شہداء کی قبروں پر بھی گئے اور ان کے ورثاء سے بھی گھروں میں جا کر اظہار تعزیت اور اظہار یکجہتی کیا۔ تمام شہداء کے ورثاء اور ان کے اہلخانہ پرعزم، باہمت اور پراعتماد ہیں۔ ان کی آنکھوں میں اور ان کے چہروں پر رتی برابر ملال نہیں ہے۔ جو قربانیاں حق کے لیے اور ظلم سے لڑتے ہوئے دی جائیں وہ باعث فخر ہوتی ہیں۔ شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء سمجھتے ہیں کہ ان کے پیاروں اور عزیز و اقارب نے ایک بڑے مقصد کیلئے قربانیاں دیں اور وہ آج بھی اس پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ ان کا یہ ڈٹ جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ حق کے راستے کے مسافر ہیں۔

خرم نواز گنڈاپور کا کہنا تھا کہ شہدائے ماڈل ٹاؤن اور شہدائے انقلاب مارچ کے انصاف کی جدوجہد پاکستان کے ہر مظلوم

کو انصاف دلوانے کی جدوجہد کا حصہ ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار طاقتوروں کے ظلم و جبر کے خلاف علم حق بلند کیا گیا اور حصول انصاف کی جدوجہد کو 5 سال گزر جانے کے بعد بھی مصطفوی انقلاب کے دیوانوں کی ہمت اور عزم میں کوئی کمزوری نہیں آئی حالانکہ وقت کی فرعون صفت اشرافیہ نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کیس کو کمزور کرنے کیلئے چشم دید گواہان اور ورثاء کو خوفزدہ کرنے اور انہیں خریدنے کے لیے ہر ہتھکنڈا استعمال کیا مگر وہ اپنے ان ناپاک ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے اور غریب کارکنان اور گواہان نے اشرافیہ کے خلاف سینہ تان کر عدالتوں میں گواہیاں دیں اور سانحہ ماڈل ٹاؤن کے کیس کو ماضی کا حصہ اور قصہ نہیں بننے دیا، ورنہ ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان میں بے شمار قتل کے ایسے کیسز بھی ہیں جن میں مائیں خوفزدہ ہو کر اپنے بیٹوں کے مقدمات واپس لے لیتی ہیں اور وہ عدالتوں میں برملا کہتی ہیں کہ وہ طاقتور قاتلوں کا وہ مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ ایسے حالات میں کچھ مائیں اور کچھ باپ اور کچھ بھائی اور بہنیں ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا کر قاتل اشرافیہ کے خلاف حصول انصاف کی جنگ لڑنے کا حق ادا کر دیا۔

مظلوموں کو انصاف دلوانے کے لیے سرپرستی کرنے پر قائد تحریک منہاج القرآن شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے خلاف بھی ظلم و جبر کی ہر حد عبور کی گئی، ان پر الزام تراشی کے لیے خزانے کے منہ کھولے گئے، بدترین کردار کشی کی گئی، جعلی مقدمات قائم کیے گئے، یہاں تک کہ اصلاح احوال ،احیائے دین کی عالمگیر تجدیدی تحریک منہاج القرآن کو بھی ظالموں نے نہیں بخشا اور اس پر بھی درجنوں جھوٹے مقدمات بنائے گئے۔ الحمدللہ قائد تحریک منہاج القرآن اور اس کے عظیم کارکنان نے عزم و ہمت اور استقامت کے ساتھ اشرافیہ کے مظالم کا سامنا کیا، حق پر ڈٹے رہے اور آج تحریک منہاج القرآن اور اس کے عظیم کارکنان سرخرو ہیں اور ظلم کرنے والے نشان عبرت بنے ہوئے ہیں، ان کا بچہ بچہ جیلوں کی خاک چھان رہا ہے، کچھ اپنی ناجائز دولت سمیت ملک سے فرار ہو چکے ہیں، کچھ کو پولیس ڈھونڈ رہی ہے، کچھ ضمانتوں پر ہیں اور رحم کی بھیک مانگ رہے ہیں۔ ظالموں کی یہ گرفت اللہ کا انتقام ہے اور ابھی یہ ابتداء ہے۔ بے گناہوں کا خون بہانے والے آج اس تخت پر نہیں ہیں جسے مضبوط بنانے کیلئے وہ انسانیت کی تذلیل کرتے ہوئے ہر حد پار کر گئے تھے۔ جھوٹ، لوٹ کھسوٹ اور قتل و غارت گری جیسے سنگین الزامات میں سے کوئی ایسا الزام نہیں جو ان پر ثابت نہیں ہو سکا اور اس پر انہیں سزائیں نہیں سنائی جا چکیں۔

خرم نواز گنڈاپور نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے مزید کہا کہ شریف برادران سانحہ میں براہ راست ملوث نہ ہوتے تو غیر جانبدار تفتیش کے راستے کا پتھر نہ بنتے۔ یہ جب تک برسراقتدار رہے انہوں نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کی غیر جانبدار تفتیش نہیں ہونے دی۔ ہم یہ سوال لے کر ہر فورم پر گئے، یہاں تک کہ سپریم کورٹ بھی گئے اور سپریم کورٹ کے روبرو سانحہ ماڈل ٹاؤن کی غیر جانبدار انکوائری کے لیے جے آئی ٹی تشکیل دیئے جانے پر اتفاق رائے ہوا اور جے آئی ٹی نے اپنا کام بھی شروع کر دیا تھا مگر یکا یک اسے روک دیا گیا ،اس عمل سے شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء اور ہماری سخت دل آزاری ہوئی۔ بہرحال حصول انصاف کی جنگ لڑ رہے ہیں اور ہمارا شہداء کے لہو سے یہ وعدہ ہے کہ جب تک دم میں دم ہے انصاف بشکل قصاص کی جدوجہد جاری رہے گی۔ (چیف ایڈیٹر: نوراللہ صدیقی)

القرآن

نفس کی پہچان اور اصلاح

اصل مسئلہ نیکی کرنا نہیں بلکہ گناہ کو چھوڑنا ہے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا علمی و فکری خصوصی خطاب

ترتیب وتدوین: محمد یوسف منہاجین/معاون: محبوب حسین

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى. (الاعلیٰ، ۸۷:۱۴)

’’بے شک وہی بامراد ہوا جو (نفس کی آفتوں اور گناہ کی آلودگیوں سے) پاک ہوگیا‘‘۔

دین کے دو حصے ہیں:

ا۔حرام چیزوں سے بچنا ۲۔نیک کاموں کو کرنا

نیک کام کرنا آسان ہے جبکہ گناہ چھوڑنا مشکل ہے۔ اس کا عملی نظارہ ہم روزمرہ زندگی میں کثرت کے ساتھ کرتے ہیں مثلاً ستائیسویں کی رات ہوتی ہے تو لاکھوں لوگ اس رات نیکی کے حصول میں سرگرداں نظر آتے ہیں۔ جمعہ کے دن لاکھوں لوگ مسجدوں میں نماز پڑھنے آجاتے ہیں۔ قربانی لاکھوں کروڑوں مسلمان کرتے ہیں، حج کے شوق میں پچیس یا تیس لاکھ لوگ چلے جاتے ہیں۔ کروڑوں لوگ صدقہ و خیرات کرلیتے ہیں۔ نیکی کے کاموں میں لاکھوں کروڑوں لوگ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

اگر لوگ اس کثرت کے ساتھ نیکیاں کرتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ خرابی کہاں سے جنم لیتی ہے؟ اصل مسئلہ (Problem) کہاں ہے؟ یاد رکھیں! اصل مسئلہ نیکی کرنے میں نہیں ہے بلکہ گناہ کو چھوڑنے میں ہے۔ نیکی انسان کرلیتا ہے لیکن گناہ نہیں چھوڑتا۔ جس چیز سے اللہ ناراض ہوتا ہے، اس کام سے بندہ تائب نہیں ہوتا۔ نیک کام پر ہر شخص کو تھوڑی بہت قدرت ہوتی ہے مگر نفسانی خواہشات اور گناہوں کو چھوڑنے کی قدرت و طاقت ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی بلکہ یہ صرف سچے لوگوں کا کام ہے۔ اس لیے اولیاء و صلحاء کی تعلیمات میں بنیادی نکتہ یہ ہے کہ اے بندے اگر ہدایت کی راہ پر چلنا ہے تو پہلے گناہ ترک کر، تب تو ہدایت کے حصول میں کامیاب ہوسکتا ہے۔ گویا طاعات کے ساتھ ساتھ تقویٰ اختیار کرتے ہوئے برائیوں کو بھی خیر باد کہنا ہوگا۔

امام ابی عبداللہ حارث بن اسد المحاسبی نے ’’رسالۃ المسترشدین‘‘ میں سیدنا صدیق اکبرؓ کا قول نقل کیا ہے کہ آپؓ نے فرمایا:

’’اے بندے اللہ کا تقویٰ اختیار کر، اس کی اطاعت کے ساتھ اور اللہ کی اطاعت اختیار کر، اس کے تقویٰ کے ساتھ‘‘۔

یعنی تقویٰ نہیں ہوسکتا اگر بندہ اللہ کی بندگی و اطاعت میں نہیں ہے۔ اطاعت سے غافل ہو اور تقویٰ کی بات کرے تو وہ جھوٹا ہے۔ اسی طرح وہ نیک اعمال تو سرانجام دے مگر اپنے آپ کو برائیوں سے نہ بچائے، زندگی میں اللہ کی نافرمانی کرے اور خود کو متقی سمجھے تو وہ جھوٹا ہے۔

مزید فرمایا: مجاہد وہ ہے جو اللہ کی اطاعت میں محنت کرتا ہے اور مہاجر وہ ہے جو اپنے گناہوں اور نافرمانی سے ہجرت کرنے والا ہے۔

یعنی بندے کو چاہیے کہ وہ اللہ کی اطاعت کے لیے مجاہد بن جائے اور اللہ کے تقویٰ کے لیے گناہوں اور نافرمانی سے ہجرت

☆ تفصیلی خطاب کیلئے سماعت کریں: (خطاب نمبر:FK-24) (بمقام: گلاسگو سکاٹ لینڈ یوکے) (تاریخ:21 اگست 2004ء)

کرنے والا مہاجر بن جائے۔ گناہوں، نافرمانی اور حرص و لالچ کا وطن چھوڑ دے اور اللہ کی اطاعت اور تقویٰ کے گھر میں آجائے۔

افسوس! ایک طرف ہم حرص، حُبِ دنیا، گناہ اور نافرمانی کے بھی مرتکب ہوتے ہیں اور دوسری طرف عبادت، نماز، روزے، تسبیح کو بھی اپنائے ہوئے ہیں۔ یہ دو متضاد چیزیں ہیں۔ اس لیے تقویٰ اور اطاعت کو جوڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔

محاسبہ نفس کیونکر ممکن ہے؟

مزید فرمایا: ''ہر خطرہ میں اپنے نفس کا محاسبہ کر اور اپنے نفس کا محافظ بن جا''۔

محاسبہ نفس کے لیے درج ذیل امور کو تربیت کے دائرہ میں لانا ہوگا:

ا۔ خطرہ (خیال)

امام محاسبی نے مذکورہ فرمان میں محاسبہ نفس کے دوران جس خطرہ سے چوکنا اور ہوشیار رہنے کی تاکید کی ہے، اس سے مراد ہمارے ذہن میں آنے والا خیال ہے۔ روحانی اصطلاح میں ذہن میں آنے والا خیال ''خطرہ'' کہلاتا ہے۔ کوئی برا خیال آئے تو اس کو روکنا تصوف ہے۔ فرمایا کہ جب کوئی بھی برا خیال آئے تو اپنے دل و دماغ کے دروازے پر پہریدار، چوکیدار، سیکیورٹی گارڈ بن کر اس طرح کھڑے ہوجاؤ کہ جونہی وہ آئے، اسی وقت اسے جھٹک دو چونکہ وہ برا خیال ساری تباہی کا سبب بننے والا ہے۔

کسی بھی ذہنِ انسانی میں جب بھی پہلا برا خیال آتا ہے تو اس کو روکنا انسان کے لیے آسان ہوتا ہے۔ اس لیے ہمارا کام ہے کہ وہیں اسے روک دیں، خواہ تعوذ پڑھیں، معوذ تین پڑھیں، استغفار کریں، وضو کریں، کسی بھی طریق سے اس برے خیال کو روک دیں، یہ سارے علاج ہیں۔

ہمارا طرزِ عمل یہ ہے کہ ہم اس برے خیال کو آنے سے نہیں روکتے۔ وہ آتا ہے اور گزر جاتا ہے، پھر آتا ہے اور گزر جاتا ہے، اسی طرح سو بار آتا ہے اور گزر جاتا ہے لیکن ہم اس کی پرواہ بھی نہیں کرتے۔

۲۔ تصور (شہوت)

امام محاسبی فرماتے ہیں کہ جب وہ پہلی بار آیا تھا تو وہ خطرہ تھا، اس کو روک دیتے تو محاسبہ ہوجاتا اور بچ جاتے لیکن چونکہ ہم نے اسے نہیں روکا اور وہ بار بار آتا رہے بالآخر وہ خیال، ایک تصور (Concept)، شہوت اور ایک Idea بن جاتا ہے۔

خیال جب تصور بن جائے تو اس کو بدلنا اور روکنا مشکل ہوجاتا ہے۔ اکثر لوگ گلہ کرتے ہیں کہ بہت پریشان ہیں، برے برے خیالات آتے ہیں، اِن سے جان نہیں چھوٹتی۔ اِن سے جان نہ چھوٹنے کی وجہ یہ ہے کہ اب وہ خیال رہا ہی نہیں بلکہ ذہن کا ایک تصور بن گیا ہے۔ خیال تب تھا جب وہ پہلی بار آیا تھا، اس وقت اس کا راستہ روکنا تھا مگر جب اسے نہیں روکا اور بار بار ذہن میں آنے دیا، تو اس تسلسل نے اس ''خیال'' کو ''تصور'' میں بدل دیا۔ پہلے وہ جھلک تھی مگر اب وہ ایک خاص رنگ کی عینک بن گیا ہے۔ جس طرح کسی بھی رنگ کی عینک لگاکر جس چیز کو بھی دیکھیں گے، وہ چیز بھی اسی رنگ کی نظر آئے گی، جس رنگ کی عینک ہے۔ اسی طرح جب وہ خیال؛ تصور میں بدلا تو وہ ایک خاص رنگ کی عینک بن گیا۔ اب وہ تصور ذہن میں آجانے کے بعد ہم جو شے بھی دیکھتے ہیں، اسی تصور کے مطابق نظر آتی ہے۔ یہاں سے شیطان اور نفس کا حملہ شروع ہوجاتا ہے۔

اگر اِس تصور کو بھی روکنے کی کوشش نہ کی گئی تو یہ تصور مضبوط ہوکر شہوت میں بدل جاتا ہے۔ تصوف کی اصطلاح میں شہوت صرف جنسی خواہش کو نہیں کہتے بلکہ وہ دنیاوی خواہشات جو ہمارے ذہن میں پختہ ہوجائیں، شہوت کہلاتی ہیں۔ ارشاد فرمایا:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ط ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ. (آل عمران، ۳:۱۴)

''لوگوں کے لیے ان خواہشات کی محبت (خوب) آراستہ کر دی گئی ہے (جن میں) عورتیں اور اولاد اور سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان کیے ہوئے خوبصورت گھوڑے اور مویشی اور کھیتی (شامل ہیں)، یہ (سب) دنیوی زندگی کا سامان ہے، اور اللہ کے پاس بہتر ٹھکانا ہے''۔

گویا عورتوں، بیٹیوں، مال و دولت، دنیا، جاہ و منصب کی محبتیں شہوت ہیں۔ پس اگر تصور پختہ ہوجائے تو وہ خواہشوں کو

جنم دیتا ہے اور یہ خواہشات شہوت کا روپ دھار لیتی ہیں۔

اب بھی اگر محنت کریں تو اس تصور کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ اس کا طریقہ نیک صحبت ہے لیکن اگر تصور اس نیک صحبت کے بارے میں خراب ہوگیا تو پھر کون بچائے گا؟ اگر تصور ہی اسی طبیب کے خلاف ہوگیا تو صحبت کا فیض بھی گیا۔ نفس اور شیطان سارے حربے کرتا ہے۔ شیطان دیکھتا ہے کہ اس کا بھلا کہاں سے ہوگا، وہیں سے اس کے ذہن میں خرابی ڈالنا شروع کردیتا ہے۔ شیطان دیکھتا ہے کہ اس کا علاج کہاں سے ہونا ہے، وہ اسی کے بارے اس کا ذہن خراب کردیتا ہے۔ شیطان دیکھتا ہے کہ اس کو شفاء کہاں سے ملے گی، وہ اسی کے بارے میں اس کا تصور غلط کردیتا ہے۔ اس لیے کہ شیطان نے یہ عزم و ارادہ کررکھا ہے کہ

فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ. (ص، ۸۲:۳۸)

''سو تیری عزّت کی قسم، میں ان سب لوگوں کو ضرور گمراہ کرتا رہوں گا''۔

لہذا اپنی صحبتیں اور سنگتیں پاک رکھو اور غلط تصور قائم کرنے سے بچو۔ اس لیے کہ جب تصور غلط ہوجائے تو پھر تباہی کے سفر کا آغاز ہوجاتا ہے۔

۳۔ ارادہ (ہمت)

خیال اور تصور کے بعد اگلی سٹیج ''ارادہ'' کی آتی ہے۔ یعنی وہ تصور پھر گناہ کا ارادہ کرواتا ہے۔ وہ گناہ جسمانی بھی ہے اور روحانی وشہوانی بھی ہے۔۔۔ وہ گناہ بے عملی کا بھی ہے اور نافرمانی کا بھی ہے۔۔۔ وہ گناہ بے ادبی کا بھی ہے اور ترکِ عمل، ترک عبادت اور فعل مناہی کا بھی ہے۔۔۔ گناہوں کے کرنے کا بھی گناہ ہے اور نیکیوں کو ترک کرنے اور سعادت چھوڑنے کا گناہ بھی ہے۔

اِن گناہوں میں سب سے بڑا گناہ بے ادبی ہے۔ سب سے پہلا اور سب سے بڑا گناہ جس نے کیا وہ ابلیس تھا۔ بے ادبی کے گناہ نے اسے ابلیس سے شیطان بنادیا۔ شیطان چونکہ خود بے ادبی کے گناہ کی زد میں آیا اور تباہ ہوا لہذا جب وہ کسی کو تباہ اور ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس بندے کی ہلاکت کے لیے اس کے دل میں گناہ کے ساتھ ساتھ بے ادبی بھی ڈال دیتا ہے۔ بے ادبی اس طرح ڈالتا ہے کہ جہاں سے بندے کو خیر ملنی ہے، اسی کے بارے میں انسان کو بے ادبی کا مرتکب کرا دیتا ہے۔ اگر اس جگہ کے بارے میں بندے کے دل میں بے ادبی آگئی تو اب اس کو وہاں سے خیر نہیں ملے گی، لہذا شیطان اس راستہ کو بند کردیتا ہے۔ بالآخر بے ادبی کا مرتکب ہونے پر گناہوں کی طرف ہمت بندھتی ہے اور گناہ کا ارادہ بندے کو ہلاکت کے کنارے پر کھڑا کردیتا ہے۔

۴۔ صدور (فعل)

جب انسان ارادہ کرلے تو پھر صدور تک چلا جاتا ہے۔ صدور، فعل کو کہتے ہیں۔ گناہ کا عمل جب پہلی بار کیا تو یہ فعل ہوا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اس فعل کی سطح پر بھی انسان بچ جاتا اور آگے نہ بڑھتا لیکن اس فعل کے بار بار کرنے سے وہ عمل عادت بن جاتا ہے۔ جس کے بعد انسان مکمل طور پر ہلاکت کے گڑھے میں گر جاتا ہے۔

اس لیے امام محاسبی نے فرمایا:

حاسب نفسك فی كل خطرة

اے بندے اگر خیال؛ تصور وشہوت بن گیا تو گناہ سے بچنا مشکل ہے۔۔۔ اگر تصور؛ ارادہ بن گیا تو مزید مشکل ہوجائے گی۔۔۔ اور اگر ارادہ نے فعل کی صورت اختیار کرلی تو تباہی میں جاگرے گا۔۔۔ اور اگر فعل نے عادت کا روپ دھار لیا تو بچنے کی کوئی سبیل نہ ہوگی اور اب تو اس بدعمل کو چھوڑ نہیں سکے گا اور یہ تیری فطرتِ ثانیہ بن جائے گی۔ تیرے بچنے کا بہترین وقت وہ ہے کہ جب پہلی بار خیال آئے، اس کا محاسبہ کر۔ ہر سانس اور ہر لمحے پر اللہ کو اپنا نگہبان جان اور اللہ کی طرف متوجہ رہ، اسی صورت تو اپنے آپ کو محفوظ کرسکے گا۔

کبار اولیاء و ائمہ کا طرزِ عمل

ابن عربی فرماتے ہیں کہ ہم سے پہلے لوگوں کا حال یہ تھا کہ ہر رات جب نماز عشاء سے فارغ ہوکر بستر پر جانے لگتے تو پہلے مصلے پر بیٹھ کر صبح سے رات تک اپنا حساب کرتے۔ انہوں نے دفتر (کاپیاں) بنا رکھے تھے اور ہر روز کے اعمال کے حساب و کتاب کو کاپی میں لکھتے تھے اور آخر میں جمع نفی کرکے اپنا بیلنس بناتے اور ٹوٹل کرتے تھے کہ آج کُل کتنے نیک عمل کیے؟ کتنے گناہ کیے؟ کتنے لمحے غفلت میں گزارے؟ کتنے لمحات اللہ کو یاد کیا اور کتنے لمحات مولا سے غفلت برتی؟

کتنا وقت دنیا کی نذر کیا اور کتنا وقت آخرت کی نذر کیا؟ الغرض ہر رات اس کو لکھتے۔ پھر جہاں استغفار کی ضرورت ہوتی تو وہیں کھڑے ہوکر توبہ کرنے لگ جاتے۔۔۔ سجدے کی ضرورت ہوتی تو سجدے میں گر جاتے۔۔۔ معافی کی ضرورت ہوتی تو معافی مانگتے۔۔۔ یعنی حساب و کتاب کے نتیجے میں جو بیلنس سامنے آتا، بستر پر بعد میں جاتے، پہلے مصلے پر اس کی معافی مانگتے اور اس طرح اپنا حساب کرتے۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ یہ ہم سے اگلے لوگوں کا معاملہ تھا، ہم نے دیکھا کہ اس میں ابھی کمی رہ گئی ہے، لہذا ہم نے اس میں ایک اور چیز کا اضافہ کردیا اور وہ اضافہ یہ کیا کہ خطرات (خیالات) کا بھی حساب شروع کردیا کہ دن میں خیال کتنے آئے؟ کتنے نیک خیال آئے اور کتنے دنیا کے خیال آئے؟ حرص، لالچ، تکبر، گناہ، دوسرے کی تضحیک و تذلیل کے کتنے خیالات آئے اور نیک خیالات کتنے آئے؟ الغرض جو اچھا یا برا خیال ذہن میں آتا ہے، ہم اعمال کے ساتھ ساتھ ان خیالات کو بھی لکھ لیتے ہیں اور ان کا بھی اکاؤنٹ بناتے ہیں۔ اس طرح جو حساب سامنے آتا ہے، رات بستر پر جانے سے پہلے اللہ کے حضور رو رو کر اس کی بھی معافی طلب کرتے ہیں تاکہ قیامت کے دن اُس میزان پر کھڑے ہوکر حساب نہ دینا پڑے۔

یہی وجہ ہے کہ امام محاسبی تلقین کرتے ہیں کہ بندے تو بھی یہ عمل کرتا کہ تیری عادت سنور جائے، تیرے اندر صالحیت، تقویٰ، محاسبہ نفس آجائے اور تیرا حساب اللہ کی بارگاہ میں آسان ہوجائے۔

صحبتِ صالحہ کی ناگزیریت

اس پورے کام کو احسن انداز میں بجا لانے کے لیے ضروری ہے کہ صالحین کی مجلس اور سنگت میں بیٹھا کریں یعنی اپنی سنگت کو اچھا کریں۔ وہ مجلس جس میں غیبت، ٹھٹھہ و مذاق اور تنقید ہوتی ہو، کسی کی عزت اچھالی جاتی ہو، جس میں انسان اللہ کو بھول بیٹھے، جس میں دنیا کا حرص زیر بحث آتا ہو، ایسی تمام مجالس اور سنگتوں میں بیٹھنا چھوڑ دیں۔ بری سنگت وہ ہے جہاں بیٹھنے سے نیکی نہ بڑھے بلکہ گناہ بڑھے۔ لہذا خود فیصلے کرلیا کریں کہ جس مجلس میں بیٹھنے سے آخرت کی یاد میں اضافہ نہ ہو بلکہ دنیا کی یاد میں اضافہ ہو۔۔۔ جس میں بیٹھنے سے زبان کو تقویٰ نہ ملے بلکہ گناہ ملے۔۔۔ جس میں بیٹھنے سے دل میں رقت پیدا نہ ہو اور اللہ کی یاد نہ آئے بلکہ دنیا کی یاد آئے۔۔۔ سوچ و خیالات مثبت ہونے کی بجائے منفی ہوں۔۔۔ ایسی مجالس میں نہ بیٹھا کریں کیونکہ ایسی مجالس جہنم ہیں۔ جیتے جی کیوں جہنم میں جاکر بیٹھتے ہیں۔ وہ مجلس جس میں بیٹھنے سے نیکی بڑھے، اللہ کی عزت کی قسم! وہ مجالس جنت کے باغ ہیں۔ اگر چاہتے ہیں کہ اس دنیا میں جنت کے باغوں میں بیٹھا کریں تو سن لیں نیک مجالس جنت کے باغ ہیں اور بری مجالس دوزخ کی آگ ہیں۔

صالحین میں شمولیت کی شرائط

حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ارشاد فرماتے ہیں:
کوئی شخص صالحین اور اللہ والوں میں شامل نہیں ہوسکتا جب تک وہ چھ گھاٹیاں عبور نہ کرلے۔ وہ چھ گھاٹیاں کیا ہیں؟ فرمایا:

۱۔ **یغلق باب النعم ویفتح باب الشدۃ**

پہلی گھاٹی یہ ہے کہ اپنے اوپر نعمت کا دروازہ بند کردے اور سختی کا دروازہ کھول لے۔

ہم نعمتوں کے پیچھے دوڑتے ہیں اور سختیوں سے گھبراتے اور کتراتے ہیں۔ اپنی سختیوں پر دوسروں کو طعنہ دیتے ہیں اور دوسروں کی نعمتوں پر ان سے حسد کرتے ہیں۔ یہ ہماری زندگی ہے اور اس طرزِ عمل کے باوجود چاہتے ہیں کہ اللہ بھی راضی ہوجائے، ہم بھی صالح ہوجائیں اور تقویٰ بھی مل جائے۔ ایسا ہونا ناممکن ہے۔

۲۔ دوسری گھاٹی کے متعلق آپ نے فرمایا:

یغلق باب العز ویفتح باب الزل

دوسری گھاٹی یہ ہے کہ اپنے اوپر عزت کا دروازہ بند کردے اور ذلت کا دروازہ کھول لے۔

یعنی طلبگارِ عزت نہ بن، ہر وقت اس گورکھ دھندے میں نہ پڑ کر کہ میری عزت بڑھ گئی یا کم ہوگئی، فلاں عزت نہیں کرتا اور فلاں اچھا سلوک نہیں کرتا۔ فرماتے ہیں کہ عزت کا غم چھوڑ دے اور اس کا دروازہ اپنے اوپر بند کردے۔ اس کے بجائے ذلت و بے عزتی کا دروازہ اپنے اوپر کھول دے۔ اگر کوئی تیری عزت نہ کرے تو تجھے خوشی ہو اور کوئی عزت کرے تو تعجب ہو۔

عزت کی چاہت کا دروازہ کیوں بند کردے؟ اس لیے کہ جتنی عزت زیادہ ہوگی تیرا نفس پھولے گا۔ تیرا ایمان ابھی

اتنا پختہ نہیں ہے کہ تو عزت کو ہضم کر سکے۔ تو اس عزت کو اپنا حق سمجھنے لگ جائے گا، اس کو دوسروں کا کرم اور احسان اور ان کی بھلائی نہیں سمجھے گا بلکہ تو سمجھے گا کہ یہ میرا حق تھا کہ میری عزت ہورہی ہے۔ جس دن تو نے یہ سمجھا، اسی وقت تیرے نفس نے تجھے ہلاک و برباد کردیا۔

حضرت بایزید بسطامی اپنی مجلس سے اٹھ کر گھر جاتے تو راستے میں بادشاہ کا تخت آتا تھا۔ ہر روز بادشاہ آپ کو دیکھ کر کھڑا ہوجاتا، وزراء اور درباری بھی کھڑے ہوجاتے اور آپ خاموشی سے گزر جاتے۔ ایک دن بادشاہ کھڑا ہوا تو آپ نے اس کی طرف منہ کرکے تھوک دیا۔ بادشاہ اور درباریوں نے آپ کو برا بھلا کہا اور اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے اور کہا یہ بھی کوئی اللہ والا اور فقیر ہے جس کے پاس اخلاق اور تمیز ہی نہیں ہے۔

آپ کے مریدوں کو یہ بات بڑی عجیب لگی اور پوچھا کہ حضرت یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ وہ آپ کی عزت کرتا تھا، پورا دربار کھڑا ہوتا تھا اور آج آپ نے اس کی طرف منہ کرکے تھوک دیا، ایسا کیوں کیا؟ فرمایا: ہر روز وہ میرے احترام میں کھڑا ہوتا تھا تو میں اپنے نفس کو دیکھتا تو اس کے اس عمل کا میرے دل و دماغ پر کوئی برا اثر نہیں پڑتا تھا اور میں اس کے کھڑا ہونے پر کوئی خوشی یا فرحت محسوس نہیں کرتا تھا مگر آج میں نے دیکھا کہ اس کے کھڑا ہونے پر میرے نفس نے خوشی اور فخر محسوس کیا کہ یہ عزت و احترام میرا حق ہے، لوگ میرے لیے کھڑے ہوں، یہ میرا استحقاق ہے۔ جب میں نے دیکھا کہ ان کے کھڑا ہونے میں میرا نفس مجھے ہلاک کررہا ہے، لہذا میں نے نفس کو سبق سکھانے کے لیے بادشاہ کی طرف منہ کرکے تھوک دیا۔ جب بادشاہ اور اس کے درباریوں نے میری اس حرکت پر مجھے گالیاں دیں اور برا بھلا کہا تب میں نے نفس سے پوچھا کہ اب بتا تیرا حق کہاں گیا؟ اس طرح میں نے اپنے نفس کا علاج کیا۔

جب لوگ عزت کریں اور نفس اسے اپنا حق نہ سمجھے بلکہ یہ سمجھے کہ مجھ پر احسان کررہے ہیں، میں تو اس قابل بھی نہیں ہوں تو ضرر نہیں ہے لیکن اگر نفس سمجھے کہ یہ میرا حق ہے اور جس دن لوگ عزت نہ دیں تو طبیعت میں ملال آئے کہ میرے لیے کھڑے نہیں ہوئے تو سمجھو نفس عزت کا طلبگار ہے۔ بس اس کا علاج یہ ہے کہ بندے تو عزت کا دروازہ اپنے اوپر بند کردے اور ذلت کا دروازہ کھول دے۔

حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں کہ اس سے زیادہ اللہ کی بارگاہ سے بندے کو عزت نہیں مل سکتی کہ بندہ اپنے آپ کو ذلیل سمجھنے لگ جائے اور تذلیل سے بڑھ کر کوئی عزت نہ سمجھے۔ مراد یہ ہے کہ یہ سمجھے کہ میں سب سے کمتر ہوں، میرا شعور دوسروں سے کم تر ہے۔ سب سے بہترین عزت یہی ہے کہ بندہ اپنے آپ کو کمتر سمجھے۔

۳۔ حضور غوث الاعظم نے صالحین میں شامل ہونے کے لیے تیسری گھاٹی کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يغلق باب الراحة ويفتح باب الجهد.

راحت و آرام کا دروازہ بند کردے اور محنت و مشقت کا دروازہ کھول دے۔

تو آرام اور راحت کو پسند کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ آرام و راحت اور آسائشات کو اپنانے کے ساتھ ساتھ تو اللہ والا بھی بن جائے تو ایسا ممکن نہیں۔ اس لیے کہ اس کے لیے آزمائش و امتحان سے گزرنا پڑتا ہے۔ لہذا راحت کا دروازہ بند کر اور محنت کا دروازہ کھول تاکہ اللہ کی بارگاہ سے تجھے راحت نصیب ہو۔

حضرت محمد بن فضیل سے کسی نے پوچھا کہ راحت کیا ہے؟ فرمایا: نفس کی خواہشوں سے چھٹکارا ہوجائے تو یہ راحت ہے۔

۴۔ صالحین میں شمولیت کے لیے چوتھی گھاٹی یہ ہے کہ

يغلق باب النوم ويفتح باب اليقظیٰ.

نیند کا دروازہ بند کردے اور بیداری کا دروازہ کھول دے۔

بندے رات کو جاگا کر۔ یہ جاگنا گپ شپ اور محفل کے لیے نہ ہو بلکہ تنہائی میں جاگا کر، اس لیے کہ تنہائی ہو اور اس کی یاد ہو تب جاکر انسان کو اس کی رضا، قربت اور معرفت حاصل ہوتی ہے۔

۵۔ صالحین میں شمولیت کے لیے جس پانچویں گھاٹی کو عبور کرنا پڑتا ہے اس کے متعلق حضور غوث الاعظم نے فرمایا:

يغلق باب الغناء ويفتح باب الفقر

چاہئے کہ وہ مالداری کا دروازہ بند کردے اور فقر کا دروازہ کھول دے۔

اے بندے تو دنیا کی مالداری کے حرص میں لگا ہوا ہے کہ فلاں مالدار ہوگیا، اس کے پاس اتنی گاڑیاں، اتنے مکان، سہولتیں، آسائشیں، راحتیں، سکون ہے اور میرے پاس یہ نہیں۔ تو دوسروں پر حسد کرتا، اِن نعمتوں کے حاصل کرنے کے لیے لالچ کرتا، حرام وحلال کی تمیز ختم کرتا ہے تو یہ بربادی و ہلاکت ہے۔ تجھے چاہئے کہ دوسرے کے پاس یہ نعمتیں دیکھے تو حسد سے اپنے آپ کو بچانے کی خاطر یہ سمجھے کہ یہ اس پر اللہ کی نعمت ہے۔ اپنے لیے اس کو یہ سمجھ کر طلب نہ کرے کہ یہ بڑی آزمائش ہیں۔ ان چیزوں کی خود طلب نہ کرو، حرص نہ کرو بلکہ یہ سمجھو کہ اگر یہ چیزیں مجھے مل جاتیں تو میں اللہ کو بھول جاتا اور اس آزمائش میں خدانخواستہ ناکام ہوجاتا۔ فرمایا: اپنے اوپر فقر کا دروازہ کھول۔ مال کم ہوگا تو پوچھ گچھ بھی کم ہوگی، زیادہ ہوگا تو پوچھ گچھ بھی زیادہ ہوگی۔

۶۔ حضور غوث الاعظمؓ نے چھٹی گھاٹی کے متعلق فرمایا:

يغلق باب الامل ويفتح باب الآخرة.

دنیا سے امید کا دروازہ بند کر اور آخرت کی یاد کا دروازہ کھول۔

یہ سوچ کہ ”یہ بھی ہوجائے، وہ بھی ہوجائے“، اس سوچ و امید کا دروازہ بند کر اور موت و آخرت کا دروازہ کھول دے۔ موت کی تیاری کر اور ایسی زندگی بسر کر کہ جس میں موت کی تیاری ہو۔

آفت و مصیبت کیسے آتی ہے؟

حضور غوث الاعظم، منصور بن عبداللہ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آفت، بلا اور مصیبت انسان کی زندگی میں تین طریقوں سے داخل ہوتی ہے:

۱۔طبیعت کی خرابی ۲۔عادت کی ملازمت ۳۔صحبت کا فساد

پوچھا گیا کہ طبیعت کی خرابی کیا ہے؟ فرمایا:

حرام کا مال کھانا طبیعت کی خرابی ہے۔ اس سے انسان کی ہلاکت آتی ہے۔

پوچھا گیا کہ عادت کی ملازمت کیا ہے؟ فرمایا:

غیبت کرنا عادت کی ملازمت کرنا ہے۔ لہذا غیبت، چغلی اور کسی کی برائی نہ کیا کرو۔ اگر برائی کرنی ہے تو اپنے من میں اپنی برائی کو دیکھو، دوسرے کی برائی کو نہ دیکھو۔ دوسرے کی باتیں ہی چھوڑ دو، دوسروں کے بارے سوچنا ہی چھوڑ دو، اگر سوچنا ہے تو اچھا سوچو، کہو تو خیر کہو اور اگر یہ نہیں کرسکتے تو خاموش رہو۔

پھر پوچھا گیا کہ صحبت کا فساد کیا ہے؟ فرمایا:

نفس جو کہے کرتے چلے جانا، صحبت کا فساد ہے۔

بندے تیرا نفس تیرا قید خانہ ہے۔ اگر تو اس سے نکل آئے تو سمجھو ہمیشہ کی راحت میں آگیا، یہ تیری جنت ہوگی۔ آفاتِ نفس میں سے بڑی آفت جو انسان کو ہلاک و تباہ کرتی اور اللہ کی قربت کی سعادت سے محروم کرتی ہے وہ خود پسندی اور اپنی تعریف کا اچھا لگنا ہے۔ فرمایا: بندے یہ بڑی آفتِ نفس ہے۔ اگر راہِ حق پر چلنا ہے تو نفس کو اس آفت سے بچ جا۔

اپنے من میں ڈوب کے پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

محاسبۂ نفس کا طریقہ

اپنے اندر ڈوب کر اپنے آپ کو ٹٹول کر دیکھ لو کہ اپنے اندر کیا ہے۔۔۔؟ چراغِ معرفت لے کر مَن کی حقیقتوں کا سراغ لگالو۔ اے بندے! دل کے اخلاص اور اللہ کی توفیق کا چراغ لے کر اپنے نفس کے اندھیرے کو دیکھ کہ کیا کیا آفتیں تیرے ساتھ ہیں۔۔۔؟ تو کن کن آفتوں میں مبتلا ہے۔۔۔؟ جب آفتوں کی خبر ہوجائے اور تلاش کرلے تو پھر اس کا علاج بھی کرلے گا۔ بندہ ایک طرف تو ہلاکت میں مبتلا ہے اور دوسری طرف اس پر اس کو تفتیش، درد اور افسوس بھی نہیں، یہ شعور بھی نہیں کہ وہ تباہی میں گرتا چلا جارہا ہے۔ شعور ہو تو پھر خیال اور تشویش بھی پیدا ہوگی اور علاج بھی کرلیا جائے گا۔ لہذا خود کو ہلاکت سے نکالنے کا خیال اپنے اندر پیدا کریں، یہ خیال جب تڑپ میں بدلے گا تو اسی قدر انسان محنت کرے گا۔ اس کے لیے درج ذیل طریقہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے:

۱۔ معائنہ: اپنے نفس کا معائنہ کریں کہ میرے نفس کی کیا کیا خواہشات ہیں۔ جب معائنہ کرتے رہیں گے تو پھر کہیں نہ کہیں سمجھ آجائے گی کہ یہ یہ خرابی ہے۔

۲۔ ملاحظہ: معائنے سے خرابی کی تھوڑی سی نشاندہی ہوجائے تو پھر ملاحظہ کیا کریں، خوب غور و فکر کرکے اس بیماری کی تہہ میں چلے جائیں کہ خرابی کہاں تک پہنچ چکی ہے؟ معائنہ کے نتیجے میں ملاحظہ تک پہنچیں۔

۳۔ مراقبہ: جب ملاحظہ سے تشخیص ہوجائے کہ یہ مرض

ہے تو پھر مراقبہ کریں۔ خرابی کی جڑ کو تلاش کریں کہ یہ کہاں کہاں سے آتی ہے۔۔۔؟ کون سی خوراک نقصان دیتی ہے۔۔۔؟ کون کون سا مرض اس کو اور بڑھاتا ہے۔۔۔ کون کون سی خواہش اس تکلیف کو اور بڑھاتی ہے۔۔۔؟ اس سبب اور وجہ تک پہنچیں کہ یہ کیونکر پیدا ہوئی۔۔۔؟ کس شے سے یہ مرض دور ہوگی اور کس چیز سے مزید بہتر ہوگی۔۔۔؟

۴۔ مجاہدہ: جب یہ تین کام (معائنہ، ملاحظہ اور مراقبہ) ہوجائیں تو اگلے تین کام شروع کریں۔ جب تشخیص بھی کرلیں اور اس کا علاج بھی جان لیں تو پھر مجاہدہ کریں۔ جس علاج سے آپ کو آگاہی ہوجائے وہ علاج شروع کریں۔ علاج کے لیے جن چھ دروازوں کے کھولنے اور بند کرنے کے متعلق سیدنا غوث الاعظم نے رہنمائی فرمائی، ان کے لیے محنت کرنا مجاہدہ ہے۔ مجاہدہ سے مرض کا علاج کریں، بہتری ہوجائے گی۔

۵۔ محاسبہ: جب مجاہدہ سے صحت مند ہوجائیں تو پھر محاسبہ بھی ساتھ ساتھ جاری رکھیں اور ہر وقت روز سونے سے پہلے اپنی کاپی بنالیں۔ پچھلی خرابیوں کا ازالہ کریں اور آئندہ ہر روز اپنا حساب کرکے سوئیں۔

۶۔ مشاہدہ: اس طریقہ پر علاج کرنے سے بالآخر مشاہدہ نصیب ہوگا، پردہ اٹھا دیا جائے گا اور اس کے حُسن کا جلوہ کرلیں گے۔

یاد رکھیں! وہ اپنا حُسن اس وقت تک کسی کو نہیں دکھاتا جب تک کوئی بندہ اپنے اندر کو حسین نہ بنالے۔ لہذا اندر خوبصورتی پیدا کریں گے تو پھر اس کی خوبصورتی نظر آئے گی۔۔۔ اندر حُسن پیدا کریں تاکہ اس کے حُسن کو دیکھ سکیں۔۔۔ اندر روشنی پیدا کریں تاکہ اس کی روشنی کو دیکھنے کی ہمت ہوسکے۔

مشاہدہ کے بعد پھر مزید درجات ملتے ہیں، مواجہ نصیب ہوتا ہے اور پھر مکالمہ تک کی نوبت آجاتی ہے۔ اس مقام پر وہ فرمائے گا کہ اب بول بندے تو کیا کہتا ہے؟ جو تو کہے گا اُسی کو اپنی رضا اور تیری تقدیر بنادوں گا۔ اسی لیے اقبال نے کہا:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

❁❁❁❁❁

ایک مکتبہ فقہ کی تقلید کیوں ضروری ہے؟

اجماعِ امت ہے کہ شریعت کی معرفت میں سلف صالحین پر اعتماد کیا جائے

مفتی عبد القیوم ہزاروی

سوال: ایک مکتبہ فقہ کی تقلید کیوں ضروری ہے؟

جواب: اس کے لیے اللہ کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل کی اتباع کو معیار قرار دیا گیا ہے۔ حلال و حرام، جائز و ناجائز اور اوامر و نواہی کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت لازمی ہے۔

قرآن و سنت میں دو طرح کے احکام ہیں:

بعض احکام محکم اور واضح ہیں جن میں اِجمال، اشتباہ، اِبہام یا تعارض نہیں، انھیں پڑھنے والا ہر شخص بغیر کسی اُلجھن کے اُن کا مطلب آسانی سے سمجھ لیتا ہے۔ جیسے نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ کی فرضیت، زنا، شراب نوشی، چوری، فساد فی الارض اور قتل وغیرہ کی حرمت ہے۔

اس کے برعکس قرآن و سنت کے بہت سے احکام ایسے بھی ہیں جن میں بادی النظر میں اِبہام پایا جاتا ہے۔ جیسے عبادات اور معاملات وغیرہ کے فروعی مسائل۔ قرآن و سنت سے ان احکام کے مستنبط اور اخذ کرنے کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ ایک صورت تو یہ ہے کہ ہم اپنی فہم و بصیرت پر اعتماد کر کے اس قسم کے معاملات میں خود کوئی فیصلہ کر لیں اور اس پر عمل کریں۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اس قسم کے معاملات میں از خود کوئی فیصلہ کرنے کے بجائے قرونِ اولیٰ کے جلیل القدر اسلاف کی فہم و بصیرت پر اعتماد کریں اور انہوں نے جو کچھ سمجھا ہے، اس کے مطابق عمل کریں۔

چونکہ عام مسلمان قرآن و حدیث سے احکامِ شرع کے قواعد و ضوابط کو سمجھ کر مسائل اخذ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے اس لئے جمہور اہلِ سنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ شرعی احکام و مسائل کے حل کے لیے ائمہ اربعہ (امامِ اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم) میں سے کسی ایک کی تقلید واجب ہے۔ کیونکہ مذکورہ ائمہ اپنے تقویٰ، زہد و ورع، ثقاہت و دیانت، علم و فکر اور کردار کے حوالوں سے اعلیٰ ترین مقام و مرتبہ کی حامل قرون اولیٰ کی ہستیاں ہیں، انہوں نے امت کی سہولت کی خاطر نہایت جانفشانی اور دیانت و لیاقت سے مسائل کو قرآن و سنت کی روشنی میں مرتب کیا اور شریعت اسلامی کے ایسے اصول و قواعد وضع کئے جس سے عام مسلمانوں کو دین فہمی اور شرعی احکام پر عمل پیرا ہونے میں سہولت ہوئی۔ صدیوں سے علماء کرام ان کے اقوال پر فتوی دیتے آئے ہیں۔ اللہ مجدہ کا ارشاد گرامی ہے:

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ.

’’سو تم اہلِ ذکر سے پوچھ لیا کرو اگر تمہیں خود (کچھ) معلوم نہ ہو‘‘۔ (النحل، ۱۶:۴۳)

کسی امام یا مجتہد کی تقلید کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ اُسے بذاتِ خود واجب الاطاعت سمجھ کر اتباع کی جا رہی ہے یا اُسے شارع (شریعت بنانے والا، قانون ساز) کا درجہ دے کر اس کی ہر بات کو واجب الاتباع سمجھا جا رہا ہے، بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ پیروی تو قرآن و سنت کی مقصود ہے لیکن قرآن و سنت کی مراد کو سمجھنے کے لیے بحیثیت شارحِ

قانون اُن کی بیان کی ہوئی تشریح وتعبیر پر اعتماد کیا جا رہا ہے۔

ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام کے طریقہ پر احکامِ شرعیہ بجا لانا تقلیدِ شخصی کہلاتا ہے۔ مثلاً: امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم میں سے کسی ایک کے طریقے پر عمل کرنا۔

تقلیدِ شخصی کی شرعی حیثیت میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أَنَّ الْأُمَّةَ قَدْ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَعْتَمِدُوْا عَلَى السَّلَفِ فِيْ مَعْرِفَةِ الشَّرِيْعَةِ، فَالتَّابِعُوْنَ اعْتَمَدُوْا فِيْ ذٰلِكَ عَلَى الصَّحَابَةِ، وَ تَبْعُ التَّابِعِيْنَ اعْتَمَدُوْا عَلَى التَّابِعِيْنَ، وَ هٰكَذَا فِيْ كُلِّ طَبَقَةٍ إِعْتَمَدَ الْعُلَمَاءُ عَلَى مِنْ قَبْلِهِمْ.

’’امت نے اجماع کر لیا ہے کہ شریعت کی معرفت میں سلف صالحین پر اعتماد کیا جائے۔ تابعین نے اس معاملہ میں صحابہ کرام پر اعتماد کیا اور تبع تابعین نے تابعین پر اعتماد کیا۔ اسی طرح ہر طبقہ میں علماء نے اپنے سے پہلے آنے والوں پر اعتماد کیا‘‘۔

(شاہ ولی اللہ، عقد الجید، ۱: ۳۱)

تقلیدِ شخصی کو لازم کرنے کی ایک واضح نظیر حضرت عثمان غنی ؓ کے عہد میں جمعِ قرآن کا واقعہ ہے کہ جب انہوں نے قرآنِ حکیم کا ایک رسم الخط متعین کر دیا تھا۔ حضرت عثمان غنی ؓ سے پہلے قرآنِ حکیم کو کسی بھی رسم الخط کے مطابق لکھا جا سکتا تھا کیونکہ مختلف نسخوں میں سورتوں کی ترتیب بھی مختلف تھی اور اس ترتیب کے مطابق قرآنِ حکیم لکھنا جائز تھا لیکن حضرت عثمان غنی ؓ نے امت کی اجتماعی مصلحت کے پیشِ نظر اس اجازت کو ختم فرما کر قرآن کریم کے ایک رسم الخط اور ایک ترتیب کو متعین کر کے امت کو اس پر متفق و متحد کر دیا اور امت میں اسی کی اتباع پر اجماع ہوگیا۔ (بخاری، الصحیح، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، ۴: ۱۹۰۸، رقم ۴۷۰۲)

مذاہبِ اربعہ میں سے کسی ایک مذہب کی تقلید کا فائدہ یہ ہے کہ عام مسلمان تفرقہ و انتشار سے بچ جاتا ہے۔ اگر تقلیدِ مطلق کی عام اجازت ہو اور ہر شخص کو یہ اختیار دے دیا جائے کہ وہ جس مسئلے میں جس فقیہ کی چاہے تقلید کر لے تو اس قسم کے اقوال کو جمع کر کے ایک ایسا مذہب تیار ہو سکتا ہے جس میں دین خواہشات کا کھلونا بن کر رہ جائے گا، جسے کسی بھی طور پر جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ فقہاء کے نزدیک اب تقلیدِ شخصی کی پابندی ضروری ہے اور کسی ایک مجتہد (کے مکتبِ فکر) کو معین کر کے ہر مسئلے میں اسی کی پیروی کی جائے تاکہ نفسِ انسانی کو حلال وحرام کے مسائل میں شرارت کا موقع نہ مل سکے۔

سوال: اگر محصولات (ٹیکس) مقررہ مقاصد پر خرچ نہ ہوں تو ان کی ادائیگی کا کیا حکم ہے؟

جواب: ریاست کا نظامِ حکومت چلانے کے لیے مالی وسائل بنیادی ضرورت ہیں۔ دنیا میں جب سے ریاستی نظام وجود میں آیا ہے تب سے ریاست کے مالی وسائل کی دستیابی کے لیے حکومتیں مختلف اقدامات اٹھاتی ہیں تاکہ ریاستی عمال جیسے فوج، پولیس، ججوں، اساتذہ، اطباء اور دیگر ہمہ قسم سرکاری اداروں کے اہلکاروں کو تنخواہیں دے سکیں اور اس کے ساتھ ساتھ تعلیمی ادارے، ہسپتال، سڑکیں، پل اور ضروری بنیادی ڈھانچے (NFRASTRUCTURE) کی تعمیر کر سکیں اور مستحقین کی مدد یا عامۃ الناس کو اشیائے خورد و نوش کی فراہمی میں رعایت (SUBSIDY) دے سکیں۔

اولین اسلامی ریاست میں اس مقصد کے لیے بیت المال کا نظام وضع کیا گیا جس میں زکوٰۃ، اموالِ غنیمت کا خمس اور اموالِ فئے وغیرہ سے مالی وسائل حاصل کیے جاتے اور مذکورہ مقاصد پر صَرف کیے جاتے۔ وقت گزرنے کے ساتھ یہ وسائل ناپید ہوگئے تو اموال کی فراہمی کے لیے محصولات (TAX) کا نظام وجود میں آیا۔ اس لیے حکومتیں ریاست کے مالی وسائل کے لیے عوام پر مختلف قسم کے محصولات (ٹیکس) عائد کرتی ہیں اور ٹیکس سے حاصل کردہ رقوم ریاستی نظام چلانے کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ اگر حکومت ٹیکس نہ لے تو ریاست کا نظام اور تمام فلاحی امور کی انجام دہی خطرے میں پڑ جائے گی۔

قرآنِ مجید میں ذوالقرنین بادشاہ کا قصہ بیان کیا ہے کہ جب ذوالقرنین سفر کرتے ہوئے ایک ایسے علاقے میں پہنچے جہاں کے لوگوں نے ان سے یاجوج و ماجوج کے فساد کی شکایت کی تو اس فساد کے سدباب کے لیے انہوں نے ایک ایسی دیوار تعمیر کرنے کی تجویز پیش کی جس سے ان کو یاجوج و ماجوج

کی فتنہ انگیزیوں سے تحفظ مل جائے اور اس کے لیے مالی وسائل فراہم کرنے کا بھی عندیہ دیا۔ چنانچہ قرآنِ مجید فرماتا ہے:

حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ بَیْنَ السَّدَّیْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا. قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓی اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ سَدًّا. (الکهف،۱۸: ۹۳.۹۴)

”یہاں تک کہ وہ (ایک مقام پر) دو پہاڑوں کے درمیان جا پہنچا اس نے ان پہاڑوں کے پیچھے ایک ایسی قوم کو آباد پایا جو (کسی کی) بات نہیں سمجھ سکتے تھے۔ انہوں نے کہا: اے ذوالقرنین! بے شک یاجوج اور ماجوج نے زمین میں فساد بپا کر رکھا ہے تو کیا ہم آپ کے لیے اس (شرط) پر کچھ مالِ (خراج) مقرر کردیں کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک بلند دیوار بنادیں“۔

حضرت فاطمہ بنت قیسؓ فرماتی ہیں میں نے یا کسی اور نے نبی اکرم ﷺ سے زکوٰۃ کے متعلق پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ فِي الْمَالِ لَحَقًّا سِوَى الزَّكَاةِ، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ: (لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ ...الْآيَة) (البقرة،۲: ۱۷۷)

”مال میں زکوۃ کے علاوہ بھی حق ہے، پھر آپ ﷺ نے سورۃ بقرہ کی آیت (نیکی صرف یہی نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لو۔۔۔) کی تلاوت کی“۔

(ترمذی، السنن، کتاب الزکاۃ، باب ما جاء أن فی المال حقا سوی الزکاۃ، ۳: ۴۸، رقم: ۶۵۹)

درج بالا آیت و روایت سے حکومت کے لیے محصول (ٹیکس) عائد کرنے کی گنجائش نکلتی ہے۔ اگر بوجوہ یہ ٹیکس ان مقاصد کے لیے خرچ نہیں کیے جا رہے تو ٹیکس چوری کرنے کے بجائے نظام میں موجود خرابیوں کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر ہر شخص یہی سوچ کر ٹیکس ادا کرنا چھوڑ دے کہ یہ اپنے اصل مقصد پر خرچ نہیں کیے جا رہے تو فلاحِ عامہ کا جو تھوڑا بہت کام ہو رہا ہے وہ بھی ٹھپ ہو کر رہ جائے گا۔ اس لیے ذمہ داری کے ساتھ ٹیکس ادا کریں اور اتنی ہی ذمہ داری سے اداروں کا محاسبہ کرتے رہیں تاکہ ان ٹیکسز کو اصل مقاصد پر خرچ کیا جائے۔

سوال: اسلام میں یتیم پوتے کی وراثت بارے کیا احکام ہیں؟

جواب: میت کی مذکر اولاد کی موجودگی میں اس کا یتیم پوتا بحیثیتِ وارث حصہ نہیں پاتا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ تقسیمِ وراثت کے شرعی احکام کی بنیاد ”الاقرب فالاقرب“ کے اصول پر رکھی گئی ہے۔ اس اصول کی بناء پر یہ قانون طے کیا گیا ہے کہ اصحاب الفرائض (جن کے حصے قرآن و حدیث نے مقرر کر دیے ہیں) کو ان کا حصہ دینے کے بعد باقی مالِ وراثت میت کے قریب ترین رشتہ دار کو بطور عصبہ مل جائے گا۔ میت کے ساتھ اس کے پوتے کی رشتہ داری اپنے باپ کے واسطے سے ہے جبکہ اس کی اپنی اولاد بلاواسطہ رشتہ دار ہے۔ اس لیے میت کے بیٹے کی موجودگی میں اس کی بیٹیاں اور بیٹے عصبہ بنیں گے اور وراثت کے اصولی مستحق ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ألحقوا الفرائض بأهلها فما بقي فهو لأولى رجل ذكر.

”اصحاب الفرائض کو ان کا حق دینے کے بعد جو باقی بچے وہ قریبی ترین مرد وارث کے لیے ہے“۔ (صحیح البخاری، ۲: ۹۷۷)

اس اصول کی بنا پر ہی اگر میت کی وفات کے وقت اس کی کوئی مذکر اولاد زندہ نہیں ہے، صرف بیٹیاں اور پوتا ہے تو بیٹیوں کو حصہ دینے کے بعد پوتا بطور عصبہ دادا کی وراثت سے حصہ پائے گا کیونکہ اس صورت میں یہ قریب ترین مرد رشتہ دار ہے۔

اسی طرح شریعت نے وصیت کا قانون بھی متعارف کروا رکھا ہے۔ اس کی رو سے اگر کسی شخص کو خدشہ ہو کہ اس کی اولاد اس کے یتیم پوتوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرے گی تو وہ اپنی زندگی میں ان کے لیے جتنی چاہے جائیداد ہبہ کر سکتا ہے یا ان کے حق میں اموالِ وراثت سے ایک تہائی مال تک کی وصیت کر سکتا ہے۔ ہمارے فقہاء کے نزدیک بعض حالات میں پوتے کے لیے وصیت کرنا مستحب اور بعض اوقات واجب بھی ہو جاتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اسلام کا نظامِ وراثت بڑی حکمتوں پر مبنی ہے۔ اس کے اصولوں کے مطابق اگر یتیم پوتے کو بیٹوں کے ساتھ بطورِ وارث حصہ نہیں دیا گیا ہے تو وقتِ ضرورت اس کی حاجت روائی اور کفالت کے دیگر پختہ انتظامات کیے ہیں۔ ❁❁

قدوۃ الاولیاء حضور پیر سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی القادری البغدادیؒ

”معرفتِ خداوندی اتباعِ شرعِ محمدی ﷺ میں پوشیدہ ہے“

آپ میں خلقِ محمدی ﷺ کی جملہ صفات اور جمالِ یوسفی کی تمام رعنائیاں موجود تھیں

یومِ وصال (23 ذوالقعدہ) کی مناسبت سے خصوصی تحریر

یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ نبوت و رسالت اللہ تعالیٰ کی بہترین نشانیاں ہیں اور مقصدِ رسالت کی شان کو اجاگر کرنے والا انسانوں کا گروہ، طبقہ یا کوئی جماعت ہے تو وہ اولیائے اللہ کی پاک وعظیم ہستیاں ہیں۔ ان پاک ہستیوں کی حضور سرور کائنات ﷺ سے دو نسبتیں ہوتی ہیں:

۱۔ جسمانی ۲۔ روحانی

جسمانی نسبت کی بدولت یہ نفوسِ مقدسہ ساداتِ کرام کی مسندِ عزت و تکریم پر فائز ہوئے اور روحانی نسبت کے ذریعے تقربِ خداوندی کے حامل یہ اولیاء اللہ انسانیت کو انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم السلام کے عظیم الشان کارناموں سے روشناس کر کے مقتدائے عالم بن گئے۔ جہاں یہ دو نسبتیں متصل ہوجائیں وہاں بغداد شریف کے روحانی و نورانی نقشے ابھر کر سامنے آجاتے ہیں۔ حضور پیر سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادیؒ کو اپنے جد امجد سیدنا عبدالقادر جیلانی غوث الاعظمؓ کی طرح دونوں ہی نسبتیں حاصل تھیں۔ آپ کو سید الطرفین ہونے کا اعزاز بھی حاصل تھا اور مقامِ ولایت کے بھی عظیم مقام و مرتبہ پر متمکن تھے۔

سرزمین عراق کے مقدس شہر بغداد شریف کے باب الشیخ میں واقع حرم دیوان خانہ قادریہ میں شیخ المشائخ نقیب الاشراف سیدنا محمود حسام الدینؒ کے گھر اولاد نرینہ میں سب سے چھوٹے اور چھٹے بیٹے کی 18 ربیع الاول 1352ھ کو ولادت باسعادت ہوئی۔ اپنے وقت کے سرخیل عظیم المرتبت اور سیدنا غوث الاعظمؓ کی روحانی دولت کے حقیقی وارث جلیل القدر خانوادہ گیلانیہ بغدادیہ نے نومولود کو ”طاہر علاؤالدین“ کے نام سے موسوم کیا جو بعد ازاں مریدین، معتقدین اور متوسلین میں ”حضور پیر صاحب“ کے محترم و مکرم نام سے معروف ہوئے۔

16 ویں پشت سے آپ کا خاندانی سلسلہ حضور غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز سے آپ کے فرزند ارجمند حضرت شیخ المشائخ عبدالعزیز قادری جیلانی کے واسطہ سے جاملتا ہے اور 28 واسطوں کے بعد رسول اکرم ﷺ سے جاملتا ہے۔

خاندانی حالات

سلسلہ قادریہ کے عظیم روحانی مرکز عراق کے شہر بغداد شریف میں محاسنِ اخلاق، ہمہ جہتی صلاحیتوں اور تمام تر خوبیوں کے حامل موجودہ خاندان گیلانیہ کو گزشتہ کئی صدیوں سے نقیب الاشراف ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ اس خاندان کے افراد نے سیاست، علم و ادب، زہد و عبادت، تبلیغ و اشاعت دین، دفاعِ ملک و ملت اور مملکت کو بطریقِ احسن چلانے میں کارہائے نمایاں انجام دیئے، جس سے ان کی شہرت اطرافِ عالم میں پھیل گئی۔

نقیب الاشراف اور متولیان اوقاف دربار غوثیہ کا رتبہ، عزت و عظمت، رعب و دبدبہ، ہیبت و تمکنت، شان و مرتبت اور جاہ و جلال کے اعتبار سے بادشاہوں اور حکمرانوں سے کم نہیں سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ نہ صرف اندرون ملک بلکہ بیرون ملک بڑے بڑے بادشاہ اور نواب اس خاندان عالیہ کے افراد سے اپنی نسبت قائم کرنے میں فخر و سعادت سمجھتے تھے۔

خاندان گیلانیہ میں جو سب میں باعتبار عمر بڑا، شان کے

لحاظ سے عظیم اور اصلاح وتقویٰ کے سبب مشہور ومعروف اور خیرو فلاح میں ممتاز ہوتا ہے، وہ نقیب الاشراف کے عہدہ پر متمکن ہوتا ہے۔ اس کے فرائض منصبی میں دربارغوثیہ کے جملہ معاملات کی خبر گیری رکھنا اور ناداروں اور فقیروں کی مالی اعانت کرنا ہوتا ہے۔ حکومت کے ہاں نقابت ایک شریف عہدہ ہونے کی بنا پر قابل تکریم گردانا جاتا ہے۔ جس طرح شاہان وقت کے ناموں سے پہلے His Majesty لکھا اور بولا جاتا ہے اسی طرح نقیب الاشراف کے نام سے پہلے His Holiness کا سابقہ بطورِ تکریم لکھا اور بولا جاتا ہے۔

’’حضور پیر صاحبؒ کے والد گرامی شیخ المشائخ سیدنا محمود حسام الدینؒ (1355ھ) نقیب الاشراف کے عہدہ پر متمکن رہے۔ آج بھی یہ عہدہ اسی خاندان کے پاس ہے۔ حضرت سیدنا محمود حسام الدین کی رحلت کے بعد یہ عہدہ آپ کے سب سے چھوٹے فرزند دلبند سیدنا طاہر علاؤالدین قدس سرہ کو پیش کیا گیا جو سیاست اور حکومتی عہدوں سے الگ تھلگ رہ کر تادم واپسیں تبلیغ اسلام اور مخلوق خدا کو علوم معرفت وحقیقت کی دولت سے فیض یاب کرنے میں مشغول ومصروف رہے۔ ہندوستان، پاکستان، سیلون، افریقہ، افغانستان اور دیگر ممالک اسلامیہ میں آپؒ کے مریدین کی تعداد لاکھوں تک پہنچی ہوئی ہے چونکہ آپ ایک بحر بیکراں کی طرح دنیا کو فیض یاب کرنا چاہتے تھے لہذا آپ نے نقیب الاشراف کا عہدہ قبول کرنے سے معذرت کرلی۔

دینی اور روحانی تعلیم

حضور پیر سیدنا طاہر علاؤالدینؒ نے دینی تعلیم کی تحصیل و تکمیل دریائے دجلہ کے کنارے واقع مسجد سید سلطان علی میں کی۔ آپ کے اساتذہ میں ملا سید آفندی، مفتی قاسم القیسی، سید خلیل الراوی جیسی معروف علمی شخصیات شامل ہیں۔ مدرسہ دربار غوثیہ میں آپ نے مفتی دولۃ العراقیہ سے بھی اکتساب علم کیا۔ روحانی تعلیم آپ نے اپنے جلیل القدر والد گرامی شیخ طریقت سیدنا محمود حسام الدینؒ کی خصوصی توجہات کے زیر اثر حاصل کی۔ کثرت عبادت و ریاضت کے ذریعے آپ نے بہت جلد تمام منازل سلوک طے کرلیں۔ اوائل عمری میں ہی آپ نماز عشاء کے بعد حضور سیدنا غوث الاعظمؓ کے مزار اقدس کے سامنے متوجہ ہوکر کھڑے ہوجاتے اور ساری رات نماز فجر تک وہاں اسی حالت میں قیام فرما ہوکر کسب فیض کرتے رہے ہیں۔

آپ کے والدگرامی نے آپ کی روحانیت میں ترقی اور علمی و عملی کامیابیوں کے پیش نظر آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ اپنے والد بزرگوار کے علاوہ بھی آپ نے دیگر کئی روحانی شخصیات سے اکتساب فیض کیا۔

پاکستان میں قیام

بغداد شریف (عراق) میں دربار عالیہ غوثیہ کے جنوبی دروازہ کے عین مقابل سڑک (شارع گیلانی) پر ایک عالی شان عمارت جہاں آپ کے آباء و اجداد آباد رہے ہیں، آپ رہائش پذیر رہے۔ 1956ء میں آپ اپنے جد امجد سیدنا غوث الاعظمؓ کے حکم کے مطابق اشاعتِ دین حق اور انسانیت کی رشد و ہدایت کا فریضہ ادا کرنے کے لیے پاکستان تشریف لائے اور عارضی مسکن کے طور پر شہر کوئٹہ (بلوچستان) دربار غوثیہ شارع الگیلانی کو منتخب فرمایا۔

اولاد پاک

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین فرزندان ارجمند حضرت السید محمود محی الدین الگیلانی (1968ء)، حضرت السید عبدالقادر جمال الدین الگیلانی (1969ء)، حضرت السید محمد ضیاء الدین الگیلانی (1976ء) اور تین صاحبزادیاں عطا فرمائیں۔

تصنیفات

آپ نے رشد و ہدایت کے ساتھ ساتھ درج ذیل تصنیف و تالیف کے ذریعے بھی مفید علمی ورثہ چھوڑا ہے:

۱۔ محبوب سبحانی ۲۔ تحفہ الطاہریہ اوراد قادریہ

۳۔ سوانح عمری حضرت غوث الاعظم (انگریزی)

۴۔ فتوح الغیب کا انگریزی ترجمہ

۵۔ شجرہ ہائے قادریہ اور اوراد و وظائف

اخلاق و اوصاف حمیدہ

آپ میں خلقِ محمدیﷺ کی تمام صفات اور جمالِ یوسفی کی تمام رعنائیاں موجود تھیں۔ آپ کی ذات گرامی میں وہ سب اوصافِ حمیدہ موجود تھے جو صرف اولیائے عظام کی عظیم ہستیوں

میں ہی ہوسکتے ہیں۔ آپ تزکیہ نفس، تصفیہ باطن، صدق و اخلاص، زہد و ورع اور تقویٰ و طہارت کا ایک درخشندہ پیکر تھے۔ آپ کی حیات مبارکہ، زندگی کے ہر پہلو میں راہنمائی کے لیے مینارہ نور تھی۔ آپ منبع فیوض و برکات، چشمہ روحانیت اور درخشاں و تابندہ ستارہ علم فقر و تصوف تھے۔ کشف و کمالات اور عرفان و آگہی کی دولت بے بہا سے مالا مال تھے۔ آپ کی محبت آمیز اور شیریں گفتار کے زیر اثر ملاقات کا شرف حاصل کرنے والا سب دکھ، درد اور غم و آلام بھول جاتا۔ آپ بڑے متقی، پرہیزگار، شب زندہ دار، شریعت محمدی ﷺ کے سخت پابند تھے۔ راست گوئی، صدق مقال اور اکل حلال کی پرزور تلقین فرماتے۔ آپ کے طرز عمل پر کسی بڑے سے بڑے معترض کو بھی اعتراض کا موقع نہ مل سکا۔

علماء اور مشائخ کی نظر میں

☆ اس ذی شان ہستی کا مقام و مرتبہ پوچھیے مجدد دین و ملت الشاہ احمد رضا خان بریلویؒ کے فرزند ارجمند مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان سے کہ جب حضرت شیخ المشائخ ایک مرتبہ بریلی تشریف لائے تو ریلوے اسٹیشن سے دربار حضرت الشاہ احمد رضا خان بریلویؒ تک آپ کی کار کو لاکھوں عقیدت مند باری باری کاندھوں پر اٹھا کر لائے اور جب تک حضرت شیخ المشائخ کا بریلی میں قیام رہا مفتی اعظم ہند ننگے پاؤں رہے۔ حضور پیر صاحب کے بریلی شریف قیام کے دوران خانوادہ اعلیٰ حضرت کی بہت سی بزرگ شخصیات نے آپ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ ان میں حضرت مولانا اختر رضا خانؒ بھی شامل ہیں۔

☆ حضرت شیخ المشائخ کے ساتھ مفتی اعظم ہند کے حسن عقیدت کا تذکرہ گلستان اولیاء کے مصنف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

مئی کا مہینہ اہل بریلی کے لیے بڑا ہی مبارک تھا۔ ہر شخص کی تمنا تھی کہ وہ کسی نہ کسی طرح جلوس کی اگلی صفوں تک پہنچ جائے۔ لیکن یہ کام جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ جلوس کے آگے دو عجوبہ روزگار ہستیاں جن میں ایک جوان اور دوسری ضعیف، آہستہ آہستہ چل رہی تھیں۔ یہ منظر بڑا ہی دلکش اور فرحت انگیز تھا۔ اہل بریلی نے دیکھا کہ اس جوان شخصیت کے پیچھے پیچھے چلنے والی عمر رسیدہ سفید ریش اور نورانی چہرہ شخصیت برہنہ پا چل رہی ہے۔ جیسے ایک غلام اپنے آقا کی تابعداری میں چلتا ہو۔ اس بزرگ کو جو اپنے وقت کے امام الفقہا اور ولی کامل تھے، ان کو اس سے پہلے کبھی ایسی نیاز مندانہ حالت میں نہیں دیکھا تھا، اس بزرگ کی شان تو یہ تھی کہ ان کے دربار میں بڑے بڑے جید عالم اور مقتدر ہستیاں ہاتھ باندھے باادب کھڑی رہتی تھیں۔ یہ بزرگ ہستی تو وہ تھی جس کی آواز کو دنیائے اہل سنت میں حرف آخر سمجھا جاتا تھا۔ ان کی مقبولیت اور ہر دلعزیزی کا عالم تو یہ تھا کہ جس طرف نظر اٹھاتے لوگ فرط عقیدت سے اپنی گردنیں جھکا لیتے۔ اس بزرگ کے مریدوں کی تعداد 90 لاکھ سے بھی زائد ہے۔ دنیا کے کونے کونے میں ان کے عقیدت مند اور مرید موجود ہیں۔ ان کی شہرت کا ڈنکا پورے عالم اسلام میں بج رہا ہے۔ یہ بزرگ اپنے مکان سے جب نماز پڑھنے مسجد کو جاتے تو راستے میں سینکڑوں لوگ ان کی قدم بوسی کے لیے بے تابانہ دوڑتے، کوئی قدم چومتا اور کوئی ان کا دست مبارک اپنے سر پر رکھ لیتا۔ جب یہ کسی جگہ سے گزرتے تو لوگ دونوں جانب قطاریں بنا کر کھڑے ہو جاتے، ٹریفک جام ہو جاتی اور دوکان دار اپنی اپنی دکانوں سے نیچے اتر آتے۔ جب تک ان کی سواری وہاں سے گزر نہ جاتی یونہی دست بستہ کھڑے رہتے۔ ان کا اسم گرامی مولانا مصطفیٰ رضا خان ہے اور جوان ہستی سیدنا طاہر علاؤالدینؒ تھے جن کا اکرام یہ بزرگ ہستی کر رہی تھی۔

☆ اسی طرح جب حضور پیر صاحب جامعہ حزب الاحناف تشریف لاتے تو مفتی اعظم پاکستان حضرت ابوالبرکات مولانا سید احمد قادریؒ درس حدیث منقطع کر کے ہاتھ باندھے آپ کی بارگاہ میں بیٹھ جاتے۔ علاوہ ازیں حضرت مولانا ضیاء الدین قادری دربار سیدنا غوث الاعظم کی خدمت کے علاوہ اس خانوادے کی ذاتی خدمت و غلامی میں سالہا سال تک بغداد شریف رہے۔ مولانا محمد علی جوہرؒ اور مولانا شوکت علی جوہرؒ حضور پیر صاحب کے والد گرامی (حضرت سیدنا محمود حسام الدین الگیلانی نقیب الاشراف) کے حلقہ ارادت میں تھے۔

اقوال و فرمودات عالیہ

۱۔ معرفت خداوندی اتباع شرع محمدی ﷺ میں پوشیدہ ہے۔

۲۔ حضور ﷺ کی اتباع و غلامی سے ہی محبت الٰہی کی منزل نصیب ہوتی ہے۔

۳۔ اس درویش کی طبیعت ایسی ہے کہ اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اور کسی دنیا دار پر خواہ وہ بادشاہ ہی کیوں نہ ہو، بھروسہ نہیں کرتا۔

۴۔ بھوکا شخص ہر ایک کو بھوکا سمجھتا ہے اور بے عزت شخص ہر ایک کو بے عزت سمجھتا ہے۔

۵۔ دلوں میں نفاق، حسد، عناد اور ریا کاری ہو تو پھر کوئی عمل بھی نیکی کا اجر نہیں پا سکتا۔

۶۔ ہر اسلامی حکومت یا اسلامی سربراہ نبی اکرم ﷺ کا نائب ہوتا ہے اور حکومت و اقتدار لوگوں کے پاس خالصتاً امانت کا درجہ رکھتی ہے۔ اسی امانت کو اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کے مطابق صحیح ڈگر پر چلانے کے لیے بعض افراد کو اس کا اہل سمجھتے ہوئے منتخب کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ منتخب حکومت اور اقتدار کے منصب پر اسی وقت تک قائم رہ سکتے ہیں جب تک وہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے احکام کے تابع رہیں اور انہیں نافذ کرتے رہیں۔

۷۔ اگر شریعت محمدی ﷺ کے حوالے سے ہمارے ظاہر و باطن میں یکسانیت اور اتحاد پیدا ہوجائے تو عالم اسلام میں بھی یگانگت اور اتحاد کی راہ ہموار ہوسکتی ہے۔

۸۔ دھوکہ، چوری اور جھوٹ سے فوراً نتیجہ تو (حسب خواہش) نکل آتا ہے لیکن یہ بالآخر عزت کو ختم کردیتے ہیں اور انسان کو تباہ کردیتے ہیں۔

۹۔ چھوٹے بچے کے پاس 10 روپے بھی ہوں تو سمجھتا ہے کہ میں پورا شہر خرید سکتا ہوں، یہی حال ایک کم ظرف شخص کا ہوتا ہے کہ اسے تھوڑا سا مال یا عزت بھی مل جائے تو سمجھتا ہے کہ قارون یا فرعون بن گیا ہوں اور حقیقت کو نظر انداز کردیتا ہے۔

شریعت اور حقیقت

شریعت اور حقیقت کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

شریعت اور حقیقت اہل طریقت کے لیے اصطلاحات ہیں۔ شریعت تو ظاہری عمل اور حال کی صحت کو ظاہر کرتی ہے اور حقیقت باطن کے احوال صحت مند ہونے یا نہ ہونے کو۔ اس لیے ایک مومنِ حقیقی میں ہر دو کا اجتماع ضروری ہے مگر آج کل شریعت اور طریقت کے قائل اور منبع دو الگ الگ گروہ ہیں۔ ایک تو ظاہری علماء ہیں جو شریعت کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں۔ دوسرا گروہ ملحدوں کا ہے جو حقیقت کو جائز اور صحیح سمجھتا ہے اور اس کو روا رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ حقیقت بغیر شریعت کے سمجھ میں آسکتی ہے۔ حالانکہ حقیقت کتنی ہی قوت سے منکشف کیوں نہ ہو پھر بھی بجز شریعت، حقیقت کا منکشف ہونا قطعی ناممکن ہے کیونکہ حقیقت تو شریعت پر مکمل طور پر مطابقِ سنت نبی علیہ السلام عمل درآمد کرکے نور باطنی پالینے کا نام ہے۔

شریعت کسی بھی حال میں کسی شخص سے خواہ وہ کوئی ہی کیوں نہ ہو ساقط نہیں ہوسکتی اور اس کی تعمیل ہر حالت میں فرض ہے۔ پس حقیقت سے مراد باطنی اور حقیقی صفات کی تکمیل اور تزکیہ قلب اور مخالفت نفس ہے جو تصوف کا بنیادی منشا ہے۔ حضرت آدمؑ کے زمانہ سے لے کر دنیا کے فنا ہونے تک اس حکم میں تغیر و تبدل نہیں اور حصول اخلاص کے لیے ہمیشہ لازمی رہے گا کیونکہ اخلاص بھی حسن نیت کے بغیر ناممکن ہے۔ پس یہی حقیقت ہے۔

شریعت بندہ کے افعال و اعمال ظاہری ہیں چونکہ حقیقت خداوند تعالیٰ کی طرف سے نگہداشت، توفیق، رہنمائی اور عفت و حفاظت کا نام ہے، لہٰذا وجود حقیقت کا قیام شریعت کے بغیر محال ہے اور اسی طرح شریعت کا قیام حقیقت کے روحانی اور اخلاقی آداب بجا لانے کے بغیر محال ہوگا۔ اس کی مثال اس طرح ہے کہ جیسے کوئی شخص جب تک کہ روح اس کے جسم میں جاری و ساری رہتی ہے وہ زندہ ہے مگر جب وہ علیحدہ ہوجاتی ہے تو وہ بے جان بلکہ مردہ ہوجاتا ہے۔ لہٰذا شریعت اور حقیقت دونوں ایمان و انسان کے لیے بمنزلہ روح و جسم کے ہیں جیسے کہ جسم اور روح کی تمام قدر و قیمت ایک دوسرے کے وصل و اتحاد سے ہوتی ہے، اسی طرح شریعت بلا حقیقت یا حقیقت بلا شریعت نفاق اور گمراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا.

''اور جو لوگ ہمارے حق میں جہاد (یعنی مجاہدہ) کرتے ہیں تو ہم یقیناً انہیں اپنی (طرف سَیر اور وصول کی) راہیں دکھا دیتے ہیں''۔ **(العنکبوت، ۶۹:۲۹)**

پس شریعت مجاہدہ ہے اور ہدایت و مشاہدہ اس کی حقیقت ہے جو باالفاظ دیگر ظاہر کی باطنی رہنمائی ہے۔ جب مجاہدہ نہ ہوگا تو مشاہدہ کہاں سے ملے گا۔ جب شریعت ترک کردی جائے گی

تو حقیقت کے وارد ہونے کے کیا معنی؟ لہٰذا شریعت اگر ایک دینی چیز ہے تو حقیقت سراسر دینی۔ حقیقت نے آخری دم تک شریعت کے احکام سے کسی حکم کو نظر انداز نہیں کیا تو صرف باطنی نماز اور روزہ کا سبق دینے والے اور شریعت پر عمل نہ کرنے والے پیر نہیں بلکہ ملحد، کافر، بے دین، عیش پرست، تن اور شہوت پرست ہیں جو سادہ لوح مسلمانوں کو گناہگار بنا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے مکر و شر سے بچائے۔

حضور پیر صاحبؒ اور تحریک منہاج القرآن

تحریک منہاج القرآن کے ساتھ حضور پیر سیدنا طاہر علاؤالدینؒ کا تعلق روحانی سرپرست کا تھا اور ہے۔ حضور پیر سیدنا طاہر علاؤالدینؒ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے پیر طریقت بھی تھے اور اس ادارے کا سنگ بنیاد 1983ء میں ان ہی کے مبارک ہاتھوں سے رکھا گیا تھا۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری سے جب یہ سوال کیا گیا کہ ان کے موجودہ مقام و مرتبے تک پہنچنے میں ان کے پیر طریقت حضرت پیر سیدنا طاہر علاؤالدینؒ نے کیا کردار ادا کیا؟ تو انہوں نے جواباً کہا:

''میں نے رسول اللہ ﷺ کے لطف و کرم اور عنایات سے جو روحانی فیوض و برکات حاصل کئے ہیں، میں بہ دل و جان یہ محسوس کرتا ہوں کہ میرے لیے ان تمام تر فیوض و برکات کا ذریعہ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین القادریؒ کی ذات گرامی ہی تھی۔ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین قادریؒ نے مجھے ہر قدم پر روحانی اعتبار سے سنبھالا ہے''۔

شیخ المشائخ قدوۃ الاولیاء حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادیؒ دنیائے ولایت کے اس آفتاب درخشاں کا نام ہے جس کی تابدار کرنوں کے فیض سے احیائے اسلام اور تجدید دین کی عظیم تحریک ''تحریک منہاج القرآن'' کا آغاز ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے بہت قلیل عرصے میں اس مشن کو وہ اٹھان ملی کہ آنے والا ہر لمحہ اس تحریک کی مقبولیت اور وسعت کا پیامبر بن گیا۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری جیسی عبقری اور نابغہ روزگار شخصیت کی تمام تر علمی، فکری، تحریکی اور انقلابی سوچ دراصل اس انقلابی بیعت کا نتیجہ ہے جو انہوں نے حضور پیر صاحبؒ کے دست اقدس پر کی۔

1987ء میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے یورپ اور کویت کا کامیاب دورہ کیا تو مخالفین بلبلا اٹھے اور انہوں نے تحریک منہاج القرآن کی عالمی سطح پر اٹھان کو دیکھ کر معاندانہ پروپیگنڈہ شروع کردیا۔ شیخ الاسلام کی ذات اور تحریک منہاج القرآن کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ ان حالات میں حضور سیدنا طاہر علاؤالدین القادری البغدادیؒ کا کرم دیکھیں کہ آپ نے پاکستان میں موجود سلسلہ قادریہ کے وابستگان اور علماء و مشائخ کے نام ایک پیغام جاری کیا جس میں آپ نے ادارہ منہاج القرآن کے کام پر اطمینان کا اظہار کیا اور علماء و مشائخ سلسلہ قادریہ کے وابستگان کو آپس میں محبت کے ساتھ رہنے کی تلقین فرمائی اور ادارہ کو نقصان پہنچانے والوں کو آپ نے سلسلہ قادریہ سے خارج فرمادیا۔ تمام مشائخ، علماء اور مریدوں سے سچے دل سے ادارے کی خدمت کی اپیل کی۔ یہ تحریک منہاج القرآن پر شیخ المشائخ کا کتنا بڑا کرم تھا کہ آپ باطنی اور روحانی طور پر بھی بانی تحریک کو نوازتے رہے اور ظاہری طور پر بھی تحریک منہاج القرآن اور بانی تحریک کی دلجوئی اور سرپرستی فرماتے تھے۔

19 جون 1988ء کو لندن میں ہونے والی منہاج القرآن انٹرنیشنل کانفرنس کی صدارت قبلہ حضور شیخ المشائخ نے فرمائی اور یہ آپ کی ہی روحانی توجہات اور فیوضات کا اثر تھا کہ یہ کانفرنس بین الاقوامی سطح پر ایک منفرد رنگ اختیار کرگئی اور اس میں دنیا کے 36 ممالک کے نمائندوں نے شرکت کی۔ ملت اسلامیہ کی آنکھوں نے ایک بار پھر اتحاد و یگانگت اور غلبہ دین حق کی بحالی کے لیے امت کے نمائندہ افراد کو ایک پلیٹ فارم پر دیکھا۔

حضرت قبلہ سیدنا حضرت طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادیؒ نے تحریک منہاج القرآن پر اپنی ظاہری حیات میں جتنا کرم فرمایا اس پر تحریک منہاج القرآن جتنا بھی فخر کرے کم ہے۔ تحریک منہاج القرآن نے اپنے اس عظیم روحانی سرپرست کی توجہات اور فیوضات سے اپنے کٹھن سے کٹھن مرحلے طے کئے ہیں اور اب بھی اس کی جملہ کامیابیاں حضور پیر صاحبؒ کے روحانی فیوضات ہی کی مرہون منت ہیں۔

❁❁❁❁❁

تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب، اصلاحِ احوال اور آنسوؤں کی بستی

ہدایت، تقویٰ، علم نافع، محاسبۂ نفس

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے 2019ء میں 10 روزہ دروس

خصوصی رپورٹ: محمد یوسف منہاجین

تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام امسال تزکیہ نفس، فہم دین، اصلاحِ احوال، توبہ اور آنسوؤں کی بستی 28 واں سالانہ شہر اعتکاف (2019ء) جامع المنہاج میں منعقد ہوا۔ ہزاروں مرد و خواتین سیدالسادات شیخ المشائخ قدوۃ الاولیاء حضور پیر سیدنا طاہر علاو الدین القادری الگیلانی البغدادی کے زیر سایہ اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی صحبت و سنگت میں اعتکاف بیٹھے۔ مرکزی شہر اعتکاف جامع المنہاج میں آباد ہوا، جہاں مرد حضرات معتکف تھے جبکہ خواتین کے لئے منہاج کالج برائے خواتین ٹاؤن شپ میں الگ اعتکاف گاہ بنائی گئی تھی۔

چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی نگرانی میں شہر اعتکاف کی 50 سے زائد انتظامی کمیٹیوں نے ناظم اعلیٰ محترم خرم نواز گنڈا پور (سربراہ شہر اعتکاف)، محترم بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان (نائب صدر TMQ) اور محترم جواد حامد (ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن و اجتماعات اور سیکرٹری شہراعتکاف) کی سربراہی میں معتکفین کے لیے احسن انتظامات کا فریضہ سرانجام دیا۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری خرابیِ صحت کی بناء پر اعتکاف میں بنفسِ نفیس شریک نہ ہوسکے تاہم ویڈیو لنک کے ذریعے روزانہ خطابات اور معتکفین سے ملاقاتوں نے اس بُعدِ مکانی کا احساس نہ ہونے دیا۔

☆ شہراعتکاف میں ہونے والی جملہ علمی، فکری، تربیتی نشستوں اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے دروس و خطابات کے دوران محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، نائب صدر محترم بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان، ناظم اعلیٰ محترم خرم نواز گنڈا پور، نائب ناظمین اعلیٰ محترم احمد نواز انجم، محترم شاکر مزاری، محترم رانا محمد ادریس، محترم محمد رفیق نجم، محترم جی ایم ملک، محترم الطاف حسین شاہ گیلانی، محترم جواد حامد (ناظم اجتماعات)، محترم مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، محترم پروفیسر محمد نواز ظفر، محترم نوراللہ صدیقی، محترم عدنان جاوید، محترم ملک فضل، محترم پروفیسر محمد سلیم احمد چوہدری، محترم علامہ غلام مرتضیٰ علوی، محترم راشد حمید کلیامی، محترم سید امجد علی شاہ، محترم مظہر محمود علوی، محترم عرفان یوسف، محترم علامہ امداد اللہ خان قادری، محترم محمد میر آصف اکبر قادری، محترم حاجی منظور حسین مشہدی، محترم سہیل احمد رضا اور محترم شہزاد رسول سمیت جملہ مرکزی قائدین و عہدیداران، زونل قائدین و عہدیداران، علماء، مشائخ، اساتذہ اور ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد سٹیج کی زینت بنتے رہے۔

☆ شہراعتکاف میں مختلف اوقات میں ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والی نمایاں اور ممتاز شخصیات نے خصوصی شرکت کی۔ ان میں علماء، مشائخ، سیاستدان، وکلاء، اساتذہ، طلبہ بطور خاص قابلِ ذکر ہیں۔ صوبائی وزیر اوقاف محترم سید سعیدالحسن شاہ، صوبائی وزیر اطلاعات محترم صمصام بخاری، صوبائی وزیر ہائیر ایجوکیشن محترم راجہ یاسر ہمایوں، ڈائریکٹر جنرل سپورٹس محترم ندیم سرور، سجادہ نشین آستانہ عالیہ بابا فرید گنج شکر محترم حضرت دیوان مخدوم احمد مسعود چشتی، افغانستان سے مشائخ و علماء کا وفد، ہندو رہنما پنڈت بھگت لال، مسیحی رہنما ڈاکٹر مجید ایبل، ایرانی قونصلیٹ

سے ایرانی قراء اور دیگر مہمانانِ گرامی نے خصوصی شرکت کی اور شیخ الاسلام کی علمی وفکری خدمات اور شہر اعتکاف کی انفرادیت و امتیاز پر خصوصی اظہار خیال کرتے ہوئے مبارک باد دی۔

معتکفین کی علمی، فکری اور روحانی تربیت

حرمین شریفین کے بعد دنیائے اسلام کے سب سے بڑے اعتکاف میں معتکفین کی علمی وفکری تربیت کیلئے قرآن مجید، احادیث، عبادات، عقائد، اخلاق حسنہ اور فقہی مسائل پر مشتمل سوال و جواب کی خصوصی نشستیں بھی منعقد ہوئیں جن میں مفتی اعظم محترم مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی شرکاء کے سوالات کے جواب دیتے رہے۔

نظامتِ تربیت، تحریک منہاج القرآن نے حسبِ معمول اس سال بھی شہرِ اعتکاف میں تربیتی حلقہ جات کا انعقاد، تنظیمی تربیتی نشستوں کا انعقاد، معتکفین کے لیے یومیہ شیڈول، وظائف اور خصوصی ہدایات پر مشتمل لٹریچر کی تیاری و فراہمی، عرفان الحدیث کورس کا آغاز اور خصوصی کلاس برائے کڈز اور دیگر خدمات سرانجام دیں۔ معتکفین کے لیے قائم کیے گئے علمی و فکری حلقہ جات میں تدریس کے فرائض سرانجام دینے کے لیے 120 معلمین نے تدریسی خدمات دیں۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی درج ذیل تین کتب تربیتی حلقہ جات میں بطور نصاب شامل رہیں:

۱۔ اربعین، تعلیم اور تعلم کی فضیلت و تکریم

۲۔ اسلام دین امن یا دین فساد؟ ۳۔طہارت اور نماز

۴۔ قرآنی انسائیکلو پیڈیا کے تعارف اور استفادہ کے طریقہ کار پر خصوصی لیکچر کا اہتمام بھی کیا گیا۔

☆ شہرِ اعتکاف میں ہر سال تنظیمی و تربیتی نشستوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس سال بھی مختلف زون سے تعلق رکھنے والے عہدیداران و رفقاء، تمام فورمز کے ذمہ داران اور وابستگان، نئے رفقاء و معتکفین، معلمین حلقہ جات و جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کے اساتذہ وطلبہ کے لیے تربیتی نشستوں کا اہتمام کیا جاتا رہا۔ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری (چیئرمین سپریم کونسل M Q I) اور محترم ڈاکٹرحسین محی الدین قادری (صدرMQI) ان نشستوں کی سرپرستی فرماتے رہے ہیں اور جملہ مرکزی قائدین بھی اِن نشستوں میں موجود رہے۔

☆ شہر اعتکاف کی جملہ راتوں میں بعد از نمازِ تراویح اور بعد از خطاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری عظیم الشان محافل قرأت و نعت منعقد ہوتی رہیں۔ جن میں قراء حضرات نے تلاوت قرآن مجید کا شرف حاصل کیا اور محمد افضل نوشاہی، شکیل طاہر، ظہیر بلالی، قاری امجد علی بلالی، شہزاد برادران اور دیگر نعت خوانان نے خوبصورت نعتیہ کلام پیش کئے۔ ان محافل میں محترم اختر حسین قریشی، معروف ادیب و شاعر محترم زاہد فخری، محترم قاری محمد یونس قادری، محترم مقدس کاظمی اور دیگر نامور ثنا خوانان مصطفیٰ ﷺ نے خصوصی شرکت کی۔ ان محافل میں نقابت کی ذمہ داری محترم علامہ غلام مرتضیٰ علوی کی سربراہی میں نظامت دعوت وتربیت کے ناظمین نے ادا کی۔

خطابات و دروس شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری

امسال شہرِ اعتکاف میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری ہر روز نماز تراویح کے بعد شب ساڑھے 11 بجے معتکفین سے مخاطب ہوتے رہے۔ شہر اعتکاف میں شیخ الاسلام نے حجۃ الاسلام امام غزالیؒ کی کتاب ’’بدایۃ الھدایہ‘‘ اور حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی شہرہ آفاق کتاب ’غنیۃ الطالبین‘ سے دروس ارشاد فرمائے۔ ذیل میں اِن جملہ دروس و خطابات کے خلاصہ جات نذرِ قارئین ہیں:

1۔ پہلی شب ۔۲۰ رمضان المبارک (اتوار)

موضوع: ہدایت کی ابتداء کیسے ہوتی ہے؟

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ. (البقرہ، ۲: ۲۵۷)

’’اللہ ایمان والوں کا کارساز ہے وہ انہیں تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے جاتا ہے‘‘۔

ولی کے کئی معانی ہیں ان تمام معانی میں سب سے اعلیٰ معنی ’’قریب‘‘ ہے۔ اللہ ولی ہے، اس معنی میں کہ وہ ہمارے قریب ہے۔ اللہ ہمارے قریب ہے، اس لیے اللہ ہمارا ولی ہے اور اگر بندہ اللہ کے قریب ہوجائے تو اس کو ولی اللہ کہتے ہیں۔ اللہ ہر ایک کا ولی ہے مگر ہر کوئی اللہ کا ولی نہیں۔ اس لیے کہ ہمیں یہ ادراک ہی نہیں کہ اللہ میرے قریب ہے اور اللہ میرا ولی ہے۔ جس وقت یہ ادراک وشعور مل جائے کہ اللہ میرے قریب ہے اور میری شہ رگ

سے بھی زیادہ مجھ سے قریب ہے اور یہ خیال اندر جم جائے تو پھر بندہ کسی بھی لمحے میں اپنے آپ کو تنہا و بے یارو مددگار محسوس نہیں کرتا۔ اس لیے کہ مددگار وہی ہوتا ہے جو قریب ہوتا ہے۔

جس طرح بچے کو جب اپنے بڑے کے قریب ہونے کا معلوم ہوتا ہے تو وہ شرارت نہیں کرتا۔ اس طرح جب بندہ اللہ کے اپنے قریب ہونے کا احساس اپنے اندر پیدا کرتا ہے تو اس قربت کے احساس سے اس کے اندر خوف جنم لیتا ہے اور وہ برائیوں سے اجتناب کرتا ہے۔ اس کیفیتِ خوف کو تقویٰ کہتے ہیں۔

تقویٰ صرف خوف کو نہیں کہتے بلکہ محبت بھی اس میں شامل ہے۔ جس طرح بچے کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرا بڑا میرے قریب ہے اور اس میں اس قربت کی وجہ سے یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ وہ مجھے بچالے گا۔ گویا اس کے اندر نقصان پہنچانے والے کے شر سے حفاظت کی امید پیدا ہوجاتی ہے۔ پس جب بندہ اللہ کو اپنے قریب محسوس کرتا ہے تو وہ ہر ایک سے بے خوف ہوکر صرف اور صرف اللہ کی ذات سے متعلق ہوجاتا ہے۔

گویا خوف و رجا احساسِ قربت سے جنم لیتا ہے۔ جب ایک عام آدمی کو قربت فائدہ دیتی ہے تو اس بندے کا عالم کیا ہوگا جس کو یہ احساس ہے کہ میرا مولیٰ میرے قریب ہے۔ پس جب بندہ من کل الوجوہ اللہ کے قریب ہوجائے اور اس قربت کو محسوس کرے تو ولی اللہ ہوجاتا ہے۔ اللہ کی قربت کا احساس ایک خزانہ ہے اور خزانہ ہمیشہ چھپا ہوتا ہے، ظاہر میں نہیں پڑا ہوتا۔ یہ خزانہ جس کو بھی ملتا ہے کھدائی سے ملتا ہے۔ اللہ نے اپنی قربت کا خزانہ دبیز تہوں میں چھپا کر رکھا ہے، اس کے لیے کھدائی درکار ہے، اس کھدائی کو ریاضت و مجاہدہ کہتے ہیں۔ ان تہوں کا ذکر سورۃ الاعراف میں **زین للناس حب الشھوات** کے الفاظ کے ذریعے کیا گیا ہے۔

دنیاوی زندگی کی تمام خواہشات کو شہوات کہتے ہیں۔ شہوت ایسی خواہش کو کہتے ہیں جو دل سے چمٹ جائے اور زندگی کی مضبوط طلب وتمنا بن جائے۔ یہ شہوت عام خواہش سے جنم لیتی ہے۔ اگر یہ خواہش صرف خیال تک رہے تو اس کو ''الھویٰ'' کہتے ہیں۔ ھویٰ؛ شہوت کا مصدر ہے۔ خواہش رکھنا برا نہیں بلکہ وہ خواہش بری ہے جو دل پر چھا جائے۔ اگر بندے خواہش پر غالب ہوتو یہ ھویٰ ہے اور اگر خواہش بندے پر غالب ہوتو یہ شہوت ہے۔ اگر خواہش دل کو بے سکون کردے تو یہ ھویٰ کا شہوت بن جانا ہے۔

مطلقاً شہوت کو بھی اللہ نے برا نہیں کہا۔ اس لیے کہ امید ہے کہ بندہ شہوت کو دبالے گا لیکن اگر شہوت مضبوط ہوجائے تو یہ محبت کا رنگ اختیار کرلیتی ہے۔ اللہ نے قرآن میں ''حب الشھوات'' فرمایا کہ بندہ ان شہوتوں میں اس طرح گھر گیا ہے کہ رات دن ان ہی کے خیال اور محبت میں ڈوبا رہتا ہے۔

جب شہوت کے ساتھ محبت جمع ہوجائے تو پھر فتنہ پیدا ہوتا ہے اور انسان توازن کھو بیٹھتا ہے۔ قرآن نے فرمایا کہ شہوتوں کی محبت مزین ہوجائے تو یہ وہ تہیں بن جاتی ہیں جن کے نیچے اللہ کی قربت کا خزانہ دب جاتا ہے۔ گویا تین طرح کی تہیں ہیں:

۱۔ شہوت کی تہہ ۲۔ محبت کی تہہ ۳۔ تزئین کی تہہ

ہدایت کی ابتداء یہ ہے کہ اس بات کا شعور پیدا ہوجائے کہ میں اللہ سے دور ہوگیا اور پھر بندہ سوچے کہ یہ دوری کیسے ختم ہوگی اور قربت کیسے پیدا ہوگی؟ اس احساس کی بیداری کو ''بدایۃ الھدایۃ'' کہتے ہیں۔

2۔ دوسری شب۔۲۲ رمضان المبارک (سوموار)

موضوع: تقویٰ کی ابتداء کیسے ہوتی ہے؟

اللہ رب العزت نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ .

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرا کرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے''۔ (آل عمران،۳:۱۰۲)

تقویٰ کے بہت سارے معانی میں سے درج ذیل دو معنیٰ نہایت اہم ہیں:

۱۔ تقویٰ کو اللہ کی جہت سے دیکھنا (God consciousness)

۲۔ تقویٰ کو بندے کی جہت سے دیکھنا (Self vigilance)

جب بندہ تقویٰ کو اللہ کی جہت سے دیکھتا ہے تو وہ اپنے شعور میں اللہ کو حاضر و ناظر سمجھتا ہے اور جب اپنی جہت سے دیکھتا ہے تو اپنے نفس کا محاسب بنتا ہے۔

تقویٰ وہ مقام ہے جہاں مذکورہ دونوں معانی اکٹھے ہوجاتے ہیں کہ ایک طرف بندہ اپنے شعور میں اللہ کو حاضر و ناظر سمجھتا ہے اور دوسری طرف اپنے نفس کا محاسب بنتا ہے۔

بدایۃ الھدایہ کا آغاز امام غزالی نے اس نکتہ سے کیا ہے کہ

اے طالب علم! اگر تو مجھ سے پوچھے کہ ہدایت کی ابتداء کیا ہے تو جان لے! کہ ہدایت کی ابتداء تقویٰ کا ظاہر ہے اور ہدات کی انتہاء باطنی تقویٰ، روح، عقل، فکر اور من کا تقویٰ ہے۔

اس موقع پر اس تصور کو درست کرلیں کہ کئی لوگ ظاہر کے تقویٰ کو چھوڑ کر صرف باطن کے تقویٰ پر زور دیتے ہیں، یہ بات ضلالت اور گمراہی ہے۔ ایسی بات وہی کرتے ہیں جو دین سے آزاد رہنا چاہتے ہیں، دین پر عمل نہیں کرنا چاہتے اور شہوتوں اور شیطان کی اتباع کرنا چاہتے ہیں۔ دین کی ابتداء ہی ظاہر سے ہوتی ہے۔ زبان سے اقرار، نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا یہ سب ظاہری احکام شریعت ہیں۔ جب نیک عمل کیا ہی نہیں تو اس کو پرکھا کیسے جائے؟ پاس یا فیل تب ہوں گے جب پڑھائی کریں گے؟ دل، باطن، روح تب Relevant بنتا ہے جب ظاہر پاکیزہ ہو۔ جو لوگ بے دینی کو جواز دینا چاہتے ہیں، وہ ظاہری تقویٰ کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ اس لیے کہ برائی کرنے کے بعد جب ضمیر پر بوجھ آتا ہے تو اس بوجھ کو Justify کرنے کے لیے کہ بندہ خود ہی یہ بات گھڑ لیتا ہے کہ ظاہر کی کوئی حیثیت نہیں، اصل تقویٰ باطن کا ہے۔

یہی بولی ایک اور طبقہ بھی بولتا ہے اور یہ طبقہ دیکھنے میں دیندار نظر آتا ہے۔ یہ لوگ عامل، پیر بننے کا دعویدار ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ہر وقت نماز، روزہ میں ہیں، ظاہر کی کوئی نماز نہیں۔

یاد رکھیں! جس کے تن میں نماز نہیں، اس کے من میں نماز نہیں۔۔۔ جس کی زبان ذاکر نہیں، اس کا دل ذاکر نہیں۔۔۔ جس کا تن فرمانبردار، وفادار، تابعدار نہیں، اس کا من فرمانبردار و وفادار نہیں۔۔۔ جس کا تن نافرمان ہے، اس کے من کو جانچا ہی نہیں جائے گا۔

گویا ایک طرف سیکولر و لادین طبق ہے جو ظاہری تقویٰ و شریعت کو اہمیت نہیں دیتا اور دوسری طرف بظاہر دیندار طبقہ نظر آتا ہے جو پیری فقیری کا دعویدار ہے مگر تصوف، روحانیت کے نام پر خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔ یاد رکھ لیں کہ جس کی ابتداء نہیں، اس کی انتہاء بھی نہیں۔۔۔ جو منزل تک پہنچتا ہے وہ راستے سے گزر کر جاتا ہے۔ اس لیے اس طبقہ کا یہ کہنا کہ نماز، روزہ ابتداء کی جگہ ہے اور ہم یہاں سے گزر چکے ہیں اور انتہا پر پہنچ چکے ہیں، لہذا ہم پر یہ احکامات لاگو نہیں ہوتے۔ یہ خیالات و عقائد سراسر بے دینی و گمراہی ہیں۔

☆ الحمدللہ تعالیٰ منہاج القرآن میں بالعموم اور اس شہر اعتکاف میں بالخصوص اس علم اور محاسبہ نفس کی طرف لوگوں کو متوجہ کرتے ہوئے ان کی تربیت کی جاتی ہے۔ یہی وہ امتیاز و خصوصیت ہے جو منہاج القرآن کو بطور تحریک بقیہ تحریکوں سے منفرد کرتی ہے اور اس کے شہر اعتکاف کو دیگر جگہوں پر ہونے والے اعتکافات سے ممتاز کرتی ہے۔

3۔ تیسری شب۔ ۲۲ رمضان المبارک (منگل)

موضوع: تقویٰ کیا ہے؟

امام غزالی بدایۃ الہدایہ میں فرماتے ہیں: تقویٰ اللہ کے اوامر کو بجا لانے اور نواہی سے اجتناب سے عبارت ہے۔ اللہ کے احکام کی دو اقسام ہیں:

۱۔ فرائض ۲۔ نوافل

فرائض میں واجبات اور نوافل میں سنن بھی شامل ہیں۔

فرض، رأس المال (اصلِ زر) ہے۔ پنجگانہ نماز ادا کرنا اصل ہے، اس میں کوئی رہ گیا تو خسارہ ہے اور اصل زر میں نقصان کا باعث ہے۔ اسی طرح روزہ، حج، زکوٰۃ فرائض میں سے ہے۔ ان میں فرائض پر عمل کے ذریعے نجات حاصل ہوگی۔ اخروی فلاح و نجات کا دارو مدار فرائض کی ادائیگی پر ہے۔ ان کو بجا لائے بغیر نجات کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

یاد رکھیں! نفل کبھی فرض کا متبادل نہیں بن سکتے۔ حقوق اللہ کی طرح حقوق العباد میں بھی اللہ نے فرائض رکھے ہیں۔ یہ فرائض اوامر میں بھی ہیں اور نواہی میں بھی ہیں۔ جس نے فرض ترک کیا، اوامر و نواہی پر عمل نہ کیا تو ہزار نفلی کام بھی اس کا خسارہ پورا نہیں کرسکتے۔

امام غزالی فرماتے ہیں کہ نفل، نفع ہے۔ تجارت میں اگر اصل زر ہی ختم ہوجائے تو نفع کہاں سے آئے گا؟ اگر فرائض میں کوتاہی ہے تو نفلی عبادت کا کوئی اجر اور فیض نہیں۔ ہم نوافل ادا کرنے میں رغبت جبکہ فرائض سے کوتاہی برتتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ نفل سے درجات ملتے ہیں نہ کہ نجات حاصل ہوتی ہے۔ جب فرائض کی بجا آوری کے نتیجے میں اس کے فضل سے دوزخ کی آگ سے نجات ہوگی تب نوافل جنت میں درجات بلند

کریں گے۔ جنت میں داخلے اور دوزخ سے چھٹکارے کا انحصار فرائض پر ہے نہ کہ نوافل پر۔

حدیثِ قدسی میں ہے کہ اللہ نے فرمایا: جو شخص بھی میرے قریب ہوا اس کو یہ قربت میرے فرائض کی ادائیگی کی وجہ سے ملی ہے۔ کسی اور شخص کو اس درجہ کی قربت نہیں مل سکتی جو قربت فرائض ادا کرنے والے کو ملتی ہے۔ شریعت کے اوامر و نواہی کو اس کے جمیع آداب کے ساتھ بجا لانا تقویٰ ہے۔ فرض، واجب، سنت، نفل، مباح کی ترتیب کے مطابق اللہ کے احکامات کو بجا لانا شریعت کے آداب میں سے ہے۔

فرائض سے حاصل ہونے والا قرب نوافل سے حاصل ہونے والے قرب سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اللہ کی قربت کی راہ فرائض سے کھلتی ہے۔ اگر فرائض میں کمی رہ جائے تو نوافل بارگاہ الٰہی کے قرب کا دروازہ نہیں کھول سکتے۔ جب بندہ فرائض میں کوتاہی نہ کرے اور فرائض جملہ احکام و آداب کے ساتھ ادا کرے تو اس کے بعد نفل شمار کیے جاتے ہیں۔

ہماری زندگی کا المیہ یہ ہے کہ ہم زندگی کے ہر معاملہ میں فرائض سے کوتاہی برتتے اور انہیں نظر انداز کرتے ہیں جبکہ دیگر نفلی کاموں کو لگن سے کرتے ہیں۔ اس سے ہماری زندگی میں نیکیوں کا توازن (Balance) خراب ہو جاتا ہے۔

4۔ چوتھی شب۔ ۲۳ رمضان المبارک (بدھ)

موضوع: تقویٰ اور آدابِ شریعت

حضور غوث الاعظم کی کتاب ’’غنیۃ الطالبین‘‘ میں تقویٰ کا معنیٰ و مفہوم ایک اور جہت سے یوں بیان کیا گیا ہے کہ آداب شریعت کی حفاظت کرنا اور اللہ کے احکام کو بجا لانے میں آداب کو ملحوظ رکھنا تقویٰ ہے۔

شریعت کے آداب کیا ہیں؟ امام غزالی نے ’’بدایۃ الہدایۃ‘‘ میں اس پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے۔ آیئے! اِن میں سے چند آداب کا تذکرہ کرتے ہیں:

عبادات و اطاعات کے لیے طہارت نہایت ضروری امر ہے۔ شریعت نے اس حوالے سے بھی بندہ مومن کو بیت الخلا میں داخل ہونے، باہر نکلنے، وضو اور غسل کے آداب بتائے ہیں۔ یہ آداب دیکھنے میں نہایت معمولی معلوم ہوتے ہیں مگر ان اعمال کی بجا آوری میں اِن کے آداب اور طریقوں کو ملحوظ رکھنا تقویٰ ہے۔

حضرت بایزید بسطامی نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ فلاں جگہ اللہ کا ولی ہے، اس کی زیارت کے لیے چلتے ہیں۔ جب وہاں گئے تو وہ ولی مسجد میں داخل ہوتے ہوئے بائیں قدم کو اندر رکھ رہے تھے۔ آپ واپس لوٹ آئے۔ فرمایا: جس کو دوست کے گھر کا ادب نہیں، اس کو دوست کا ادب کیا ہوگا؟

اسی طرح آپؒ نے کسی کو قبلہ رخ منہ کرکے تھوکتے دیکھا تو واپس لوٹ آئے اور فرمایا کہ جس کو اللہ کے گھر کا ادب نہیں، اس کو اللہ کا ادب کیا ہوگا؟

یہ آداب اور شعور و آگہی کی یہ سطح پریکٹس کرتے کرتے پیدا ہوتی ہے۔ جب اس کی طبیعت بن جائے تو پاؤں کو خود ادب مل جاتا ہے۔ ان خیالات کو پختہ کریں، اس سے ارادہ بنتا ہے، ارادہ سے افعال بنتے ہیں، افعال سے آداب بنتے ہیں اور آداب سے زندگی بنتی ہے۔ دورانِ نماز دنیاوی دھیان کو ترک کرنا ادب ہے۔ یہ دھیان رہے کہ وہ ناظر فی القلب ہے۔ اس کے حضور کھڑے ہوتے ہوئے دل غافل نہ ہو۔ نماز میں جس قدر خشوع و خضوع ہے، وہ اسی قدر قبول ہے۔ نماز کو فانه یراك کے مصداق پڑھ کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ نماز میں دل کا حاضر نہ ہونا نماز کی بے ادبی ہے۔ ارکانِ نماز میں عجلت نہ کریں، مکمل طریقے سے ادا کریں۔ یہ نماز کا ادب ہے۔

قیامت والے دن آداب کے بغیر پڑھے جانے والی نماز دوزخ سے تو بچالے گی مگر آداب کو ملحوظ نہ رکھنے کی وجہ سے اللہ کے حضور قربت کے درجات نہیں ملیں گے۔ اسی طرح بقیہ عبادات اور معاملاتِ زندگی کے ہر حصہ کے آداب ہیں۔ شریعت کے جملہ احکام خواہ فرض، واجب، سنت، نفل جس سطح کے بھی ہیں، ان کو ان کے تمام آداب کے ساتھ بجا لانا تقویٰ ہے۔

اسی طرح اعضائے جسمانی کے بھی آداب ہیں کہ یہ کہاں، کیسے اور کس مقصد کے لیے استعمال ہوئے؟ کیا ان کو اللہ کے احکامات کے مطابق استعمال کیا گیا؟ قوت، طاقت، صلاحیت، عقل ہر چیز کا استعمال اللہ کے حکم کے مطابق کرنا ادب ہے۔ ہر چیز کے استعمال کے آداب کو بجا لانا تقویٰ ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا ان آداب کا زندگی کے ہر لمحہ اور موقع

پر ملحوظ رکھنا مشکل ہے؟ نہیں، اس لیے کہ ہر کام جس کی پریکٹس آدمی نہیں کرتا، وہ کام اس کے لیے مشکل ہے لیکن جس کام کا بندہ عادی بن جائے، پریکٹس کرے تو پھر اس کو کرنا مشکل نہیں رہتا۔ روزمرہ امور میں ہم بہت ساری چیزوں کو استعمال کرنا نہیں جانتے مگر جس کی پریکٹس کرتے ہیں بالآخر اس کے ماہر بن جاتے ہیں۔ جو نہیں سیکھے گا، اس کے لیے وہ کام عمر بھر مشکل رہے گا اور جو سیکھے گا اس کے لیے آسان ہے۔ دنیا میں کوئی کام ایسا نہیں جو سیکھے بغیر آسان ہو۔ سیکھ کر ہی بندہ کے لیے ہر کام آسان ہوجاتا ہے۔ یہی پوزیشن آدابِ شریعت کی ہے کہ جو نہیں سیکھتے ان کے لیے مشکل اور جو سیکھتے ہیں اُن کے لیے ان میں کیف و چاشنی اور سرور و لذت ہے۔

جسمانی اعضاء کا آداب یہ ہے کہ ان کو اللہ کے احکامات کے مطابق استعمال کریں۔ زبان، کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں کو اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کے مطابق استعمال کریں۔ کیا بولنا ہے اور کیا نہیں بولنا؟ اس کا فیصلہ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کے مطابق کریں۔ دنیاوی معاملات میں وہ بولیں جس میں برائی نہ ہو بلکہ خیر ہو۔ دھوکہ و فریب اور جھوٹ نہ ہو۔

خرابی اس وقت جنم لیتی ہے جب ہم تصورات، خیالات، معیارات غلط صحبتوں سے لیتے ہیں جس کی وجہ سے دین کی اقدار کی طاقت کمزور ہوتی چلی جاتی ہے۔ جب برائی کے کام گوارا ہونے لگیں تو جان جائیں اللہ کے دین کی غیرت کم ہورہی ہے۔ اپنے اندر اعتماد کی کمزوری کی وجہ سے بندہ دنیاداروں سے معیارات لیتا ہے جبکہ اسے چاہئے کہ وہ اللہ والوں سے اور ان کی تعلیمات سے معیار لے۔

5۔ پانچویں شب۔۲۴ رمضان المبارک (جمعرات)

موضوع: تقویٰ کی فضیلت

ظاہری تقویٰ ہدایت کی ابتداء کا موجب اور باطنی تقویٰ ہدایت کی انتہاء کہلاتا ہے۔ ہر سعادت اور اخروی نعمت کا مدار تقویٰ پر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کو عام حسنات و خیر کا مجموعہ بنایا ہے۔ انسانی زندگی میں جو جملہ حسنات اور اخروی سعادتیں جنم لیتی ہیں ان کی بنیاد تقویٰ ہے۔ تقویٰ کے بغیر دین، روحانیت اور خیر کی کوئی عمارت قائم نہیں ہوتی۔ تقویٰ ہی وہ چیز ہے جو اللہ کی محبت کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ جو شخص تقویٰ کا حامل ہوجاتا ہے، اسے اللہ کی محبت و معیت دونوں نصیب ہوتی ہیں۔

جنت میں اللہ متقین کو صدق کی نشستوں پر بٹھائے گا۔ یہ لوگ اللہ کی معیت و قربتِ خاصہ میں بیٹھے ہوں گے اس لیے کہ اہل تقویٰ ہی صاحبانِ احسان ہیں۔ متقی کا ہر عمل خیر پر ہوتا ہے، یہ جو بھی عمل کرتا ہے اللہ اس کو بغیر تاخیر کے قبول کرتا ہے۔ عمل کرنا بندے کا کام ہے، قبولیت بندے کے بس کی بات نہیں، اس لیے کہ اس کے شرائط و تقاضے ہیں مگر اللہ نے قرآن میں دوٹوک انداز میں فرمایا ہے کہ متقین کا ہر عمل بغیر تردد کے قبول ہوگا۔ اس لیے کہ متقی ہی صاحبِ قبول ہے۔

قربانی کے گوشت کے حوالے سے اللہ نے فرمایا کہ اللہ کو گوشت نہیں بلکہ تقویٰ پہنچتا ہے۔ گویا تقویٰ جس عمل میں بھی ہوگا، اس کے قبول ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ تقویٰ اس لیے ہمیشہ قبول ہوتا ہے کہ جنت متقین ہی کے لیے ہے۔ تقویٰ کے عظیم ثمرات و برکات میں سے ایک یہ ہے کہ تقویٰ سے علمِ لدنی کا چشمہ نکلتا ہے۔ یہ ایک ایسا علم ہے جو اساتذہ کی درس و تدریس، کتب کے مطالعہ اور ظاہری ذرائع علم سے نہیں ملتا بلکہ اللہ کی بارگاہ سے الہام و القاء ہوتا ہے۔ یہ علم ظاہری ذرائع سے نہیں ملتا بلکہ تقویٰ سے ملتا ہے۔ یہ علم سینوں سے سینوں میں منتقل ہوتا ہے۔ تقویٰ سے اللہ مَن میں فرقان پیدا کرتا ہے۔ فرقان حق و باطل میں تمیز کرنے کو کہتے ہیں۔ ہر علم فرقان نہیں، ہر صاحبِ علم فرقان کے مرتبہ پر نہیں ہوتا۔ فرقان وہ نعمت ہے کہ اللہ کی طرف سے بندے کو الہام کی جاتی ہے اور بندہ پڑھے بغیر جان جاتا ہے کہ کیا حق ہے اور کیا باطل؟ تقویٰ انسان میں ایسی باطنی صلاحیت پیدا کرتا ہے کہ بندہ کے مَن اور باطن میں موجود نور اس کو مسئلہ کا اصل حل عطا کردیتا ہے۔

ہم دنیا میں پریشانیاں ختم کرنے کے لیے دنیاوی طریقے ڈھونڈتے ہیں تو حلال و حرام اور جائز و ناجائز کو فراموش کردیتے ہیں اور جب اِن مسائل کا حل دین میں ڈھونڈتے ہیں تو پیر، فقیر اور وظائف اختیار کرنے کے لیے بھاگ دوڑ کرتے ہیں۔ مگر قرآن کہتا ہے کہ تقویٰ اختیار کرنے والوں کو میں نہ صرف تمام پریشانیوں سے نکال دوں گا بلکہ اُن کی مالی ضرورت کو بھی ایسی جگہ سے پوری

کردوں گا کہ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوگا۔

ہر شخص تقویٰ کے وظیفہ کو اختیار کرے تو اللہ رزق، علم، عمل، مال، راحتِ جان، نیکی، صحت، رحمت، فراخی طبیعت، خوشحالی اور اطاعت و عبادات کا رزق عطا کرے گا۔ یاد رکھیں! اللہ کے ہاں کرامت تقویٰ کا نام ہے۔ کرشمے کا نام نہیں۔ فرمایا:

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ. (الحجرات، ۴۹: ۱۳)

’’بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو‘‘۔

افسوس! ہم کرشموں میں کرامت ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ تمام اولیاء نے کرشموں اور خوارق العادات کو کرامت قرار نہیں دیا۔ حضرت فضیل بن عیاض سے پوچھا گیا کہ تقویٰ کیا ہے؟ فرمایا:

کوئی شخص اس وقت تک متقی نہیں ہوسکتا جب تک وہ ظاہر و باطن میں پُرامن نہ ہوجائے۔ بندہ متقی اس وقت ہوتا ہے جب اس کے دشمن بھی اس سے اس طرح امن پائیں جس طرح اس کے دوست اس سے امن پاتے ہیں۔

6۔ چھٹی شب۔ ۲۵ رمضان المبارک (جمعہ)

موضوع: علمِ نافع کیا ہے؟

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

هَلْ يَسْتَوِی الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ.

’’کیا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو لوگ علم نہیں رکھتے (سب) برابر ہوسکتے ہیں‘‘۔ (الزمر، ۳۹: ۹)

وہ علم والے کون ہیں جن کی اللہ نے ایسی فضیلت بیان کی ہے؟ یہ لوگ صاحبانِ علمِ نافع ہیں۔ جو علم اللہ کی قربت عطا کرے، وہ علم علمِ نافع ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ اے طالب! تجھے زندگی میں جب بھی فرصت ملے تو اپنے اوقات کو درج ذیل چار درجات میں تقسیم کر:

۱۔ ان میں سے سب سے افضل حالت یہ ہے کہ اپنے وقت کو علمِ نافع حاصل کرنے میں لگا۔ وہ علم جو تمہیں دین میں استحکام و استقامت دے، اس کو علم نافع کہتے ہیں۔

امام غزالی علمِ نافع کی شرائط بیان کرتے ہیں کہ

☆ علم نافع وہ ہے جو تیرے اندر اللہ کے خوف کا اضافہ کردے۔ معلوم ہوا جس علم سے تقویٰ اور خوف الٰہی میں اضافہ نہ ہو، وہ معلومات کا ڈھیر تو ہوگا مگر علمِ نافع نہ ہوگا۔

☆ علم نافع وہ ہے کہ جس کے ذریعے بندہ اپنے نفس کے عیوب و کمزوریوں اور شہوات کو جان لے۔ علم کا معنی جاننا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کس کو جاننے سے وہ علم، علمِ نافع بنا؟ فرمایا: اپنے عیوب کو جاننے سے وہ علم، علمِ نافع بنا۔ ہمارے عیوب ہمارے نفس میں اس طرح ہیں جس طرح بیج زمین کے اندر موجود ہیں۔ جب ظاہر ہوں گے تو اس وقت تک وہ جڑ پکڑ چکے ہوں گے۔ جب بندہ عیوبِ نفس کو جانے گا تب ہی اس کے نقصانات سے بچاؤ کے لیے بھاگ دوڑ کرے گا۔ خطرناک چیز سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ بندہ پہلے اس خطرہ کا احساس و شعور اپنے اندر پیدا کرے۔ تب جاکر وہ ان سے بچنے کی تدبیر کرے گا۔

☆ علم نافع آخرت کی رغبت کو بڑھاتا ہے۔ علم نافع بصیرت کی آنکھ کھولتا ہے، اعمال اور نفس کی آفات سے آگاہ کرتا ہے۔ شیطان کے مکروفریب سے علمِ نافع آگاہ کرتا ہے۔ علمِ نافع بتائے گا کہ لوگ کس طرح دین کے نام پر دنیا کماتے ہیں، لہذا اس سے بچو۔ شیطان اس کے طریقے سکھاتا ہے جبکہ علم نافع اس کے نقصان سے آگاہ کرتا ہے اور اس مکروفریب کے حوالے سے بصیرت عطا کرتا ہے۔ گویا علمِ نافع سارے راز انسان کو بتادیتا ہے۔ یاد رکھیں کہ علم نافع میں عملِ صالح اور نسبتِ صالح شامل ہے۔ جو علم بلاعمل ہو، وہ غیر نافع اور بعض اوقات ضرر رساں بھی ہوجاتا ہے۔

☆ علمِ نافع کی حفاظت کے لیے درج ذیل چار شرائط ہمیشہ ملحوظ رہیں:

i۔ اس علم نافع کو حاصل کریں　ii۔ اس پر عمل کریں

iii۔ اس کی تعلیم دیں　iv۔ اس کی دعوت دیں

امام غزالی فرماتے ہیں کہ جس نے مذکورہ 4 کام کیے وہ آسمانوں میں بھی عظیم سمجھا جاتا ہے یعنی زمین و آسمان کی عظمت کا حصول ان مذکورہ 4 امور میں مضمر ہے۔ یہ چار امور انسان کے علم نافع کو محفوظ بناتے ہیں۔

۲۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ وقت کی تقسیم میں دوسرے درجہ کا کام وظائف و نفلی عبادات ہیں۔ گویا علم کا درجہ نفلی عبادت سے بڑھ کر ہے۔ فرمایا: علمِ نافع کے حصول کے بعد وقت بچے تو پھر نفلی عبادات کی طرف متوجہ ہوں۔ نوافل کی ادائیگی کا یہ درجہ بندے کو عابدین و صالحین میں شامل کردے گا۔

۳۔ اوقات کی تقسیم میں تیسرے درجہ کا کام یہ ہے کہ ایسے کام کرے جس سے مسلمانوں کا بھلا ہو۔ یعنی خدمتِ انسانیت کے لیے مصروفِ عمل ہوجائے۔ یہ اعمال، نفلی عبادات سے افضل ہیں۔ فرمایا: یہ کام بذاتِ خود عبادات ہیں۔ اس لیے کہ بندے کی ہر حاجت رضائے الٰہی کے لیے پوری کرنا عبادت ہے۔

۴۔ جس بندے کو مذکورہ تین کام نصیب نہیں ہوئے یعنی علم نافع کا حصول، نفلی عبادت اور خدمت انسانیت نصیب نہیں ہوئی تو وہ یہ کرے کہ اللہ کے حکم کے مطابق حلال وحرام کے فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے معمول کے کام کرے، روزگار کمائے، مگر یہ خیال رکھے کہ اس کے اعمال سے لوگ محفوظ رہیں اور کسی کو اس کی زبان اور ہاتھ سے نقصان نہ پہنچے۔ کسی دوسرے پر تنقید، طنز، تہمت، الزام لگانے سے پرہیز کرے۔ یعنی اپنا کام کر، کسی کے کام میں ٹانگ نہ اڑا۔ اگر فرائض میں کوتاہی نہیں کی اور نافرمانی نہیں کی تو اپنے کام سے کام رکھنے سے بھی جنت کا دروازہ کھل جائے گا۔ درجے نہ سہی مگر دوزخ سے بچ جائے گا۔ یہ دین میں یہ سب سے نچلا درجہ ہے۔

7۔ 27ویں شب رمضان۔ عالمی روحانی اجتماع

تحریک منہاج القرآن کے شہر اعتکاف میں 27 ویں شب لیلۃ القدر کا عالمی روحانی اجتماع یکم جون 2019ء ہفتہ کو منعقد ہوا، جس میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے خصوصی خطاب کیا اور دعا کی۔ اجتماع میں محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری سمیت مختلف مکتبہ فکر اور مختلف سیاسی، سماجی تنظیموں کے رہنماؤں اور عامۃ الناس کی ایک بڑی تعداد شریک ہوئی۔ بین الاقوامی شہرت یافتہ ثناء خوان مصطفیٰ ﷺ نے بارگاہ سرور کونین ﷺ میں گلہائے عقیدت پیش کیے اور قراءِ حضرات نے تلاوت قرآن کریم کی سعادت حاصل کی۔ نظامت دعوت کے ناظم علامہ محمد اعجاز ملک نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی نئی شائع ہونے والی کتب کا تعارف پیش کیا۔

خطاب شیخ الاسلام۔ موضوع: توبہ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے توبہ کے موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا:

بندہ جب غفلت سے نکل جائے، مال و دولت کی بجائے اللہ پر بھروسہ رکھے اور اس کے دل میں استغناء آجائے تو اس تبدیلی کا نقطہ آغاز توبہ ہے۔ توبہ نیند سے بیدار ہوجانے کا نام ہے۔ توبہ احساس دلاتی ہے کہ میں خسارے میں ہوں۔ نافرمانی کا احساس اور شعور بیدار ہوجانا یہ زبانی الفاظ کا نام نہیں بلکہ شعور کا نام ہے۔ توبہ کا مطلب رجوع کرنا ہے۔ ان چیزوں سے رجوع کرنا یا ترک کردینا جن کو اللہ نے حرام کردیا ہے۔

الرجوع من المذموم. الرجوع الی المحمود.

اے لوگو! اپنی ہوائے نفس کو چھوڑ کر میری طرف رجوع کرلو۔ توبہ بذات خود ایک کامل عمل ہے۔ اس پراسس میں بندہ براعمل چھوڑ کر نیک عمل پر چلتا ہے۔ اللہ نے ہمیں سچی اور صاف توبہ کرنے کا حکم دیا جس میں آلودگی، گندگی اور ملاوٹ نہ ہو۔ توبہ کرلی پھر اس گناہ کو دوبارہ کرنے کا ارادہ بھی رکھا تو یہ توبہ نہیں۔ جب توبہ کرلی تو اس کے بعد اس کا ارادہ بھی ترک کرنا حقیقی توبہ کا تقاضا ہے۔

تمام کبائر اور صغائر سے توبہ کرنا توبۃ النصوح ہے۔ ہر وہ چیز جس سے اللہ نے منع کیا ہے وہ گناہ کبیرہ ہے۔ یعنی اللہ منع کرے اور مومن اسے ہلکا گناہ سمجھے، یہ اللہ کے حکم کی توہین ہے۔ ہر وہ چیز جو اللہ کی ناراضگی وغضب کا موجب بنے، جس پر حد مقرر کی جائے وہ گناہ کبیرہ ہے۔ ہر وہ عمل جس پر اللہ نے آخرت میں سزا کی وعید سنائی، جیسے سود، یتیم کا مال کھانا، قطع رحمی، حقوق والدین، چوری، چغلی جھوٹی گواہی یہ تمام گناہ کبیرہ ہیں۔ قتل، بدکاری، روزہ چھوڑنا، قوت و صلاحیت کے باوجود دشمن سے پیٹھ پھیر جانا، نیکی کا حکم نہ دینا، گناہ سے نہ روکنا، گناہ سے بے خوف ہوجانا، حرام جانوروں کو کھانا، سونے کا استعمال، ریشمی کپڑا پہننا بھی گناہ کبیرہ میں شامل ہے۔ جبکہ گناہ صغیرہ میں غیر معمولی قہقہے، تجسس، بے صبری، فاسق کی محفل میں بیٹھنا، عزت دار کی عیب جوئی، حسد، جھگڑالوطبیعت شامل ہیں۔

حدیث مبارکہ ہے کہ مومن گناہ کو پہاڑ کی طرح بڑا دیکھتا ہے اور منافق مکھی کی طرح معمولی دیکھتا ہے۔ ایمان گناہ کو بڑا کرکے دکھاتا ہے جبکہ نفاق گناہ کو چھوٹا کرکے دکھاتا ہے۔ بندے کو چاہئے کہ گناہ کو اس زاویے سے دیکھے کہ کس کی نافرمانی ہے۔ چھوٹی ذات کی نافرمانی ہوتی تو گناہ کی نوعیت بھی چھوٹی

ہوتی، اگر ذات عظمت والی ہو تو نوعیت بھی بڑی ہوتی ہے۔

توبہ کی پہلی شرط ندامت ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ دل رقت آمیز ہوجائے، دل میں نرمی آجائے، تمام وقت عملاً سب گناہوں کو ترک کردے اور جو گناہ کیے دوبارہ اس کی طرف پلٹ کر نہ جائے۔ کسی سے پوچھا گیا کہ کیسے پتہ چلے گا کہ میری توبہ قبول ہوگئی؟ فرمایا: توبہ کی پہلی علامت یہ ہے کہ زبان پاک ہوجائے۔

دوسری علامت یہ ہے کہ دل میں حسد نہ رہے۔

تیسری علامت یہ ہے کہ بری صحبت وسنگتیں چھوڑ دے۔ اگر توبہ کے بعد اسی سنگت میں پھر گیا جہاں سے گناہ ملا تھا تو اس کا مطلب ہے کہ توبہ نہیں کی۔ اگر توبہ کے بعد ذوق وشوق نیکی کی طرف بڑھ رہا ہے، جس تعلق نے اسے گناہ کے کرنے پر آمادہ کیا تھا، اس سے الگ ہورہا ہے تو یہ توبہ کی قبولیت کی علامت ہے۔

چوتھی علامت یہ ہے کہ اپنی طرف دیکھے کہ کیا احکام الٰہی کی طرف مائل ہورہا ہے؟ اگر انسانیت کی خدمت کرنا اور ظلم ختم کرنا محسوس ہو تو یہ توبہ کی قبولیت کا اشارہ ہے۔ ظالم وہ ہے جو گناہ کے بعد توبہ نہیں کرتا اور جو توبہ کرلے، وہ اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔

8۔ آٹھویں شب۔ ۲۷ رمضان المبارک (اتوار)

موضوع: محاسبہ نفس کیوں ضروری ہے؟

انسان کے اندر گناہ کی طرف پلٹ جانے کا ملکہ بھی ہے اور نیکی کی راہ پر آجانے کے بعد اس پر قائم رہنا بھی انسان کی فطرت میں موجود ہے۔ ان دونوں صورتوں میں توازن کیسے رکھنا ہے؟ اصل امتحان یہ ہے۔ جس طرح دھوپ اور سایہ کے درمیان ایک باریک لکیر ہوتی ہے، اسی طرح انسانی زندگی میں نیکی اور برائی کے درمیان ایک باریک حدِ فاصل ہے۔ اس حدِّ فاصل کی حفاظت کرنا تقویٰ ہے۔ یہاں نور اور نیکی کے پہلو کو غالب کرنا اصل امتحان ہے تاکہ آدمی پھسل کر حدِ فاصل سے دوسری طرف ظلمت میں نہ جاگرے۔

انسان کو نیک و صالح صحبت اور نیک اعمال کی بدولت جو کچھ میسر آئے اس تبدیلی کو محفوظ رکھنے کے لیے درج ذیل اقدامات کی ضرورت ہوتی ہے:

۱۔ اس حال کو برقرار رکھنے کے لیے انسان کو ’’صبر‘‘ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ صبر کی کئی اقسام ہیں، مثلاً: مشکلات میں صبر، غربت میں صبر، آزمائشوں میں صبر وغیرہ۔ غربت میں صبر کرنا چھوٹا صبر ہے جبکہ آسائش میں صبر کرنا بڑا صبر ہے۔ آسائشوں کا صبر ہے کہ بندہ وسائل کو اللہ کی نافرمانی میں خرچ نہ کرے۔

صبر ایک جامع اصطلاح ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے حال کی محافظت کرنا اصل صبر ہے۔ امیری میں صبر، فقیری میں صبر، دکھ میں صبر، سکھ میں صبر۔ صبر ضبطِ نفس ہے، نفس کو دائرہ (Discipline) میں رکھنا کہ یہ گناہوں کی طرف نہ جائے۔

بندے کو جو کچھ ملا ہے وہ مقدور ہے اور جو نہ ملے وہ مقدور نہیں بلکہ وہ خواہش ہے۔ اب ملنے میں خواہ تنگی ہے یا خوشحالی، اس میں بندہ صبر کرے اور نفس کو کنٹرول میں رکھے۔ زبان شکایت نہ کرے اور جسم کے اعضاء گناہ کے مرتکب نہ ہوں۔

گویا مذکورہ تین چیزیں (صبر، زبان کنٹرول میں رکھنا اور اعضاء کو کنٹرول میں رکھنا) اگر بندہ اللہ کی رضا کے مطابق ضبط میں رکھے تو بندے کی محنت؛ نعمت و راحت میں بدل جاتی ہے۔ اذیت؛ راحت بن جاتی ہے۔ نہ ملنے کے اندر ہی بندہ مل جانے کا مزہ لیتا ہے۔ ناخوشگواری؛ خوشگواری بن جاتی ہے۔ گویا Approach بدل جاتی ہے۔ اس Approach کو حاصل کے لیے ضروری ہے کہ بندہ اپنا آڈیٹر خود بن جائے۔ جو بندہ ہر روز خود اپنا آڈٹ کرے تو اس کا External آڈٹ نہیں ہوگا۔ اگر بندہ اپنا محاسبہ خود کرے تو کل قیامت والے دن محاسبہ و گرفت سے بچ جائے گا۔

۲۔ تبدیلی کے بعد نیکیوں کے اثرات کو محفوظ رکھنے کے لیے صبر کے ساتھ ساتھ محاسبہ نفس بھی ضروری ہے۔ بندہ اگر محاسبہ کرتا رہے تو نیکیاں اس کی عادت بن جاتی ہیں۔ نیکیوں کا راستہ کھل جاتا ہے اور گناہوں کی طرف جانے کے امکانات کم ہوجاتے ہیں۔

۳۔ نیکیوں کے اثرات کو محفوظ رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ جو نعمتیں ملیں، بندہ ہمیشہ اس پر اللہ کا شکر گزار بندہ بنا رہے۔ خالی گلاس پر نگاہ رکھنے کے بجائے بھرے ہوئے پر نظر رکھیں۔ جو خالی پر نظر رکھے گا، اللہ اس کو خالی رکھتا ہے کیونکہ ایسا بندہ بے صبر اور شکوہ سے معمور ہوتا ہے اور جو بھرے ہوئے پر نظر رکھتا ہے تو نہ صرف اللہ اس کو بھرا رکھتا ہے بلکہ جو خالی ہے اس کو بھی بھر دیتا ہے۔ فرمایا:

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّکُمْ. (ابراهيم،۷:۱۴)

''اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تم پر (نعمتوں میں) ضرور اضافہ کروں گا''۔

ہمیشہ بھرے ہوئے حصے کو تکتے رہیں۔ نیز یہ کہ زبان سے بھی شکر کے کلمات ادا کرتے رہیں۔ دل معترف رہے اور زبان واما بنعمة ربك فحدث کے مصداق شاکر رہے۔ جسم نیکی کے عمل میں مصروف رہے تو یہ شکر ہے۔ اگر مذکورہ تین چیزیں (صبر، محاسبہ نفس اور شکر) اختیار کرلیں تو روحانی تبدیلی کے بعد کی زندگی میں حفاظت میسر آجاتی ہے۔

9۔ نویں شب۔ ۲۸ رمضان المبارک (سوموار)

موضوع: طاعات اور معاصی کے اعتبار سے لوگوں کے احوال وطبقات

جنت و دوزخ میں جانے اور عذاب و سزا کے حوالے سے مومنین کے درج ذیل طبقات ہیں:

۱۔ ایک طبقہ وہ ہے جو عذاب پائے گا اور گناہ و معاصی کی سزا بھگت لینے کے بعد جنت میں اس کا داخلہ ہوگا۔ یہ طبقہ حساب کے نتیجے میں عذاب کا مستحق مگر مومن ہونے کی وجہ سے سزا کے بعد بالآخر جنت میں جائے گا۔

۲۔ دوسرا طبقہ بغیر عذاب مگر بعدالحساب جنت میں جائے گا۔ اس طبقہ کی طاعات زیادہ ہوں گی، برائیاں کم ہوں گی لہذا حساب دینے کے بعد جنت میں جائیں گے۔

۳۔ تیسرا طبقہ بغیر حساب جنت میں جائے گا۔ احادیث نبویہ میں اس کے بڑے عدد بیان کئے گئے ہیں۔ اس زمرہ میں داخل ہونے کا حق ان کو ملے گا جو ہر روز خود احتسابی سے گزرتے ہیں۔ یہ طبقہ اللہ کے اوامر ونواہی پر لبیک کہتا ہے، نیکیاں کرتا ہے اور اپنے آپ کو معاصی سے بچاتا ہے۔ یہ طبقہ اللہ کا پورا فرمانبردار ہے۔ یہ لوگ کامل ثواب و جزا کے حقدار ہوں گے۔ اس طبقہ سے اگر کوئی غلطی ہوئی ہے تو یہ اگلے دن توبہ کرکے فوراً محاسبہ کرتے ہیں۔ اس طبقہ کو دوہرا اجر ملے گا۔ اوامر پر عمل کرنے کا اجر اور برائیوں سے بچنے کا اجر۔

☆ عذاب پانے والوں کے تین طبقات ہیں:

۱۔ عذاب پانے والوں کا پہلا طبقہ وہ ہے جو نیکی اور طاعت کے امور سے انکار کرتا ہے، نیکیاں نہیں کرتا مگر گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے۔ یہ جوابدہی اور باز پرس کئے جانے والوں میں سے سب سے زیادہ برے ہیں اور ان کو دوہرا عذاب ہوگا۔ اوامر کو چھوڑنے کا عذاب اور برائیاں کرنے کا عذاب۔

۲۔ عذاب پانے والوں میں سے دوسرا طبقہ وہ ہے جو نہایت عجیب ہے۔ کثرت کے ساتھ لوگ اس میں گھرے ہوئے ہیں۔ یہ طبقہ نیکیاں، واجبات، احکامات، نوافل اور خدمتِ انسانیت بجا لاتا ہے مگر گناہوں کا ارتکاب بھی کرتا ہے۔ یہ لوگ کبائر وصغائر دونوں طرح کے گناہوں میں ملوث ہوتے ہیں۔ گویا دینی وضع قطع بھی ہے اور کرپشن بھی ہے۔ یہ ایک Critical case ہے، یہ کرانک انفیکشن ہے۔ اس مرض سے نجات پانے کی ضرورت ہے۔ یعنی یہ طبقہ ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی برائیاں کرتا ہے۔ اس کو اس جرأت پر اللہ کی طرف سے سزا دی جائے گی۔ ان کے گناہ، نیکیوں کو کھاتے چلے جاتے ہیں۔ وہ گناہ جن کا تعلق حق تلفی سے ہے۔ حق تلفی وسیع المفہوم ہے اس میں صرف مال ناحق کھانا نہیں بلکہ غیبت، حقارت، نفرت، حسد، لالچ، کبر سب حق تلفی میں شامل ہے۔

ایسے شخص کی نیکیوں کا وزن نہیں کیا جائے گا بلکہ جس جس پر دنیا میں اس نے کسی طرح کا بھی اس نے ظلم کیا تھا، حق تلفی کی تھی اور تلافی نہیں کی تھی، ان محرومین کی تلافی کے لیے اس کی نیکیاں ان مظلومین کے نامہ اعمال میں ڈال دی جائیں گی یہاں تک کہ اس کے پاس ایک نیکی بھی نہیں بچے گی۔ آقا ﷺ نے حدیث مبارکہ میں اس شخص کو مفلس قرار دیا ہے یعنی جس کی ساری نیکیاں ردِ مظالم میں چلی جائیں، وہ مفلس ہے۔

۳۔ عذاب پانے والوں میں سے تیسرا طبقہ وہ ہے جو نیکیاں کرنے سے بھی گریز اور گناہوں سے بھی گریز کرتے ہیں۔ ان کو بھی اللہ عذاب دے گا، اس لیے کہ انہوں نے اللہ کے احکام کو ہلکا جانا اور اس کے احکام کو رد کردیا۔ یہ طبقہ اگر گناہ نہیں کرتا تو وہ اللہ کی نافرمانی سمجھ کر نہیں رکے بلکہ اُن کا مزاج ہے۔ اس لیے معاصی سے رکنے پر بھی اس کو اجر نہیں ملتا۔ دنیا میں اس کے لیے خیر ہے، آخرت میں عذاب سے بچ گیا مگر اس پر اجر نہیں ملتا۔

یاد رکھیں! طاعات و معاصی کے حوالے سے توازن قائم کرنا دین کو مضبوط کرنا ہے۔ توازن قائم نہ کرنا دین کو کمزور کرتا ہے۔ لہذا طاعات کو محفوظ کریں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ طاعات کو آداب کے ساتھ بجا لائیں۔

اگر نیکیاں اور طاعات محفوظ رکھنا چاہتے ہیں اور توبہ،

تقویٰ، دین، بچانا چاہتے ہیں، نیکیوں کو ہمیشہ کے لیے اختیار کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے اچھی صحبت و سنگت اختیار کریں۔ بری صحبت دین کو کاٹتی ہے اور اچھی صحبت دین کو مضبوط کرتی ہے۔ تمام اولیاء کی تعلیم یہ ہے کہ دنیا کی محبت میں لت پت لوگوں کی سنگت سے اجتناب کریں، وہ ہمارے دین کو بھی کمزور کردیں گے اور ہمارے اندر سے اللہ کا حیا بھی کم کردیں گے۔ اُن کے ساتھ بیٹھیں جن کی صحبت ہمارے دین کو مضبوط کرے۔ اللہ تعالیٰ نیک صحبتوں کے ذریعے ہمارا حامی و ناصر ہو۔

شہرِ اعتکاف کی متفرق سرگرمیاں

شہرِ اعتکاف میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے خطابات اور نظامتِ تربیت کے زیر اہتمام علمی وفکری اور تربیتی حلقہ جات کے علاوہ بھی کئی علمی وفکری سرگرمیاں اور پروگرامز منعقد ہوئے جن کی مختصر رپورٹ نذرِ قارئین ہے:

۱۔ 31 مئی 2019ء بروز جمعہ شہرِ اعتکاف میں جمعۃ الوداع کا عظیم الشان پروگرام منعقد ہوا۔ جس میں چیئرمین ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے ہزاروں معتکفین سمیت جمعہ کے لیے خصوصی طور پر تشریف لانے والے احباب سے خطاب کیا۔ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ

اللہ تعالیٰ کی نافرمان اقوام دردناک عذاب میں مبتلا ہوئیں، اللہ تعالیٰ جس فرد یا قوم سے ناراض ہوتا ہے تو اسے خوف، بے بسی اور ہزیمت گھیر لیتی ہے۔ معاشی تنگی اور غربت بھی اللہ کے عذابوں میں سے ایک عذاب ہے۔ آج ہم معیشت کی تباہی کا رونا روتے ہیں، مہنگائی، بیروزگاری کی تکلیف میں مبتلا ہیں لیکن ہم نے ان تکالیف سے نکلنے کیلئے اپنے اعمال پر توجہ دینے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ برکتیں اور آسودگی اللہ کی نافرمانی ترک کرنے سے میسر آئیں گی۔ جب ہم نماز، روزہ، حج، زکوۃ، صدقات، خیرات، صبر، شکر، اعتدال، تقویٰ، رواداری، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے اوصاف سے متصف ہونگے تو اللہ کی نعمتوں کا نزول شروع ہو جائیگا۔

۲۔ 27 مئی کو تحریک منہاج القرآن کے صدر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری خواتین کی شہرِاعتکاف میں تشریف لے گئے جہاں ایک خصوصی نشست کا اہتمام کیا گیا، جس میں ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے ''معاشرے کی تشکیلِ نو میں منہاج القرآن ویمن لیگ کا کردار'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ اس موقع پر خواتین اعتکاف گاہ کے سربراہ محترم بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان، منہاج القرآن ویمن لیگ کی رہنماء فضہ حسین قادری، منہاج القرآن ویمن لیگ کی صدر فرح ناز، ناظمہ سدرہ کرامت اور جملہ خواتین رہنما بھی موجود تھیں۔

۳۔ تحریک منہاج القرآن کے شہرِاعتکاف میں دوسرے روز 27 مئی 2019ء کو چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری سے خیبر پختون خواہ، بلوچستان اور کراچی سے تشریف لائے ہوئے سیکڑوں معتکفین نے خصوصی ملاقات کی۔ اس موقع پر جملہ مرکزی قائدین بھی موجود تھے۔ اس موقع پر ڈاکٹر صاحب نے ''کامیابی میں خوف و رجا کے کردار'' پر خصوصی گفتگو فرمائی۔

۴۔ تحریک منہاج القرآن کی سپریم کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے شہرِ اعتکاف میں 29 مئی کو مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ کے معتکف طلبہ سے ملاقات کی اور ان سے خصوصی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ علم حاصل کرنا بڑی بات نہیں بلکہ علم کی مقصدیت کو حاصل کرنا بڑی بات ہے۔ نوجوان زمانہ طالب علمی کے ہر لمحے کو بامقصد بنائیں، ہر لمحہ حصولِ علم میں گزاریں۔ تحریک منہاج القرآن نوجوانوں کے دلوں میں عشق مصطفی ﷺ کی شمع کو روشن کررہی ہے۔ ہم نوجوانوں کو بے عملی کی زندگی سے باہر نکالنے کی جدوجہد کررہے ہیں۔ نوجوانوں کے دلوں میں تعلیمات محمدی ﷺ کی روح کو داخل کرنا

انتقالِ پُرملال

☆ گذشتہ ماہ محترم نصیر احمد صدیقی منہاجین (سیشن 1995ء) مختصر علالت کے بعد انتقال کرگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ محترم ڈاکٹر فیض اللہ بغدادی (سینئر ریسرچ سکالر FMRi) کے والد محترم خالق حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری اور جملہ مرکزی قائدین و سٹاف ممبران اور کارکنان تحریک مرحومین کے انتقال پر گہرے غم و رنج کا اظہار کرتے ہوئے مغفرت و بلندی درجات کی خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

ہمارا دینی اور قومی فریضہ ہے۔

۵۔ شہر اعتکاف میں منہاج القرآن یوتھ لیگ کے سالانہ ٹریننگ سیشنز ''جوانوں کو میری آہ سحر دے'' کے عنوان سے 30 مئی کو دو مقامات پر منعقد ہوئے جس میں منہاج یوتھ لیگ کی قیادت نے لیکچرز دیئے۔

۶۔ شہراعتکاف میں 31 مئی 2019ء کو 26 ویں شب رمضان المبارک میں ایوارڈ تقریب منعقد ہوئی، جس میں تحریک منہاج القرآن کے اُن مرکزی قائدین و سٹاف ممبران کو ایوارڈز سے نوازا گیا جن کو مرکز پر خدمات سرانجام دیتے ہوئے 18 سال یا اس سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے۔ علاوہ ازیں اندرون و بیرون ملک اعلیٰ کارکردگی کی حامل تنظیمات و کارکنان کو بھی محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کے ہاتھوں ایوارڈز، شیلڈز اور میڈلز سے نوازا گیا۔

۷۔ امسال منہاج القرآن ویمن لیگ کے فورم ایگرز کے زیراہتمام شہر اعتکاف میں کڈز اعتکاف میں بھی سات سال سے لے کر 10 سال کے سینکڑوں بچوں نے خصوصی شرکت کی اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے دروس تصوف اور خطابات کو سماعت کیا۔ ان بچوں کی علمی، فکری اور روحانی تربیت کے لیے بھی خصوصی لیکچرز کا اہتمام کیا گیا۔

۸۔ شہر اعتکاف میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور جملہ معتکفین نے شہدائے انقلاب کے لیے مغفرت و بلندی درجات کی خصوصی دعا کی۔ اس موقع پر ظلم اور ناانصافی پر مبنی نظام کی وجہ سے سرگودھا میں قید کئے جانے والے اسیرانِ انقلاب کی رہائی کے لیے بھی خصوصی دعا کی گئی اور اس عزم کا اظہار کیا گیا کہ شہدائے ماڈل ٹاون کے انصاف اور اسیران انقلاب کی رہائی کے لیے ہم اپنی آئینی و قانونی کاوشیں ہر سطح پر جاری و ساری رکھیں گے اور اس کے لیے کسی بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ شہدائے ماڈل ٹاون کو ابھی تک انصاف نہ ملنا اور مظلومین کو گرفتار کیا جانا اس امر کا عکاس ہے کہ ظالمانہ نظام کے ہوتے ہوئے کوئی بھی تبدیلی حقیقی تبدیلی نہیں کہلا سکتی۔ اس موقع پر شہدائے انقلاب اور اسیرانِ انقلاب کی فیملیز کو بھی خراج تحسین پیش کیا گیا کہ وہ جرأت اور ہمت کے ساتھ حق پر کھڑے ہیں اور بڑے سے بڑا خوف اور لالچ بھی ان کے قدموں کو ڈگمگا نہیں سکا۔

۹۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے دوران اعتکاف اندرون و بیرون ملک موجود جملہ تنظیمات و کارکنان کو شب بیداریوں کے احیاء کی خصوصی ہدایات جاری فرمائیں کہ پورے جوش وخروش اور ولولہ و جذبہ کے ساتھ ایک مرتبہ پھر ماہانہ شب بیداریوں کے سلسلہ کو ضلع، تحصیل اور یونین کونسل کی سطح تک شروع کریں۔ ہر تنظیم ماہانہ شب بیداری کے پروگرام کا انعقاد ضروری کروائے گی اور یہ عمل اس کی تنظیمی کارکردگی کا لازمی حصہ قرار پائے گا۔

شہرِ اعتکاف میں اعلیٰ خدمات پر شیخ الاسلام کی مبارکباد

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے شہر اعتکاف میں اعلیٰ کارکردگی پر درج ذیل قائدین کو خصوصی مبارکباد پیش کی۔

۱۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے شہرِ اعتکاف میں بہترین اور شاندار انتظامات پر سربراہ شہر اعتکاف ناظم اعلیٰ محترم خرم نواز گنڈا پور، خواتین اعتکاف گاہ کے نگران محترم بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان، سیکرٹری شہرِ اعتکاف محترم جواد حامد اور جملہ منتظمین کو خصوصی مبارکباد دی۔

۲۔ شہر اعتکاف میں ہونے والے شیخ الاسلام کے جملہ خطابات اور شہر اعتکاف کی دن بھر کی جملہ سرگرمیاں منہاج TV کے ذریعے براہ راست نشر کی گئیں۔ علاوہ ازیں منہاج سائبر ایکٹویسٹ کی ٹیم نے سوشل میڈیا کے جملہ ٹولز کے ذریعے شہراعتکاف کی سرگرمیاں اور شیخ الاسلام کے خطابات کے اہم نکات کو بھرپور طریقے سے لوگوں تک پہنچایا۔ شیخ الاسلام نے اس اعلیٰ کارکردگی پر محترم نوراللہ صدیقی (ڈائریکٹر میڈیا)، محترم عبدالستار منہاجین (ڈائریکٹر انٹرنیٹ بیورو)، محترم ثناء اللہ، محترم احسن بابا، محترم شہباز طاہر اور ان کے جملہ ٹیم ممبران کو خصوصی مبارکباد دی۔

۳۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے جملہ نائب ناظمین اعلیٰ، یوتھ لیگ، ایم ایس ایم، ویمن لیگ، علماء کونسل، نظامت دعوت، نظامت تربیت اور نظامتِ مالیات کو بھی شہر اعتکاف کے اعلیٰ انتظام و انصرام اور اس میں فعال کردار ادا کرنے پر خصوصی مبارکباد اور دعاؤں سے نوازا۔

۴۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے مرکزی نائب ناظم اعلیٰ محترم رانا محمد ادریس اور ان کے جملہ ناظمین کو مبارکباد دی جنہوں نے رمضان المبارک کے دوران 54 شہروں میں عظیم

الشان دروسِ عرفان القرآن منعقد کیے، اسی طرح نظامت تربیت کے محترم پروفیسر محمد سلیم احمد چوہدری، محترم علامہ غلام مرتضیٰ علوی اور ان کی پوری ٹیم کو تربیتی کورسز پر مبارکباد سے نوازا۔

۵۔ شیخ الاسلام نے خواتین اعتکاف گاہ میں شریک جملہ خواتین معتکفات کو بھی خصوصی مبارک باد دی اور منہاج القرآن ویمن لیگ کی پوری ٹیم کو خصوصی مبارکباد سے نوازا جن کی کاوشوں سے ہزارہا خواتین شہر اعتکاف میں شریک ہوئیں۔ اس موقع پر شیخ الاسلام نے کڈز اعتکاف کے انعقاد کو بھی خوش آئند قرار دیتے ہوئے ویمن لیگ اور ایگرز کی ٹیم کو مبارکباد اور دعاؤں سے نوازا۔

٦۔ منہاج ویلفیئر فاونڈیشن نے شہر اعتکاف میں فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد بھی کیا، جہاں معتکفین مریضوں کے لیے ڈاکٹرز کی سہولت کے ساتھ ساتھ فری ادویات بھی دی جاتی رہیں۔ شیخ الاسلام نے محترم سید امجد علی شاہ اور MWF کی پوری ٹیم کو بھی مبارک باد دی۔

☆ تحریک منہاج القرآن کا 28 واں سالانہ شہراعتکاف مورخہ 4جون بروز سوموار شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی خصوصی دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ نماز مغرب کے بعد منعقدہ خصوصی تقریب میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے لندن سے ویڈیو لنک پر رقت آمیز دعا کرائی۔ اس موقع پر ملک پاکستان کی سلامتی و ترقی، قیامِ امن، بھائی چارہ، یکجہتی اور فروغِ دین و ملت کے لیے خصوصی دعائیں بھی کی گئیں۔

❁❁❁❁❁

انا للہ وانا الیہ راجعون

گذشتہ ماہ محترم محمد احمد چٹھہ (منیجر چٹھہ۔ گوجرانوالہ) کے والد محترم ثناء اللہ چٹھہ، محترم نصراللہ خان لائف ممبر (خوشاب) کی ہمشیرہ (عمرہ کے دوران مکہ مکرمہ میں)، محترم محمود احمد قادری (صدر UC-225) کا سالہ محترم اکمل لطیف، محترم استاد مظہر اقبال (سردار پور۔ کبیر والہ) کے چھوٹے بھائی، محترم راؤ عبدالغفار (اوکاڑہ) کے والد محترم، محترم حسن محمد نسیم (ناظم ممبرشپ اسلام آباد) کی اہلیہ کا بھانجا، محترم ذوالفقار احمد (ناظم ویلفیئر NA-52 اسلام آباد) کی کزن، محترم صوبیدار محمد سلیم (صدر TMQ، NA-52 اسلام آباد) کی خالہ، محترم راجہ منیر اعجاز (جنرل سیکرٹری PAT اسلام آباد) کے برادرِ نسبتی، محترم پرویز اقبال کھٹانہ (گجرات)، محترم غلام محمد قادری (آفس سیکرٹری TMQ فیصل آباد) کے والد محترم، محترم شیخ محمد اویس (ناظم TMQ ننکانہ صاحب) کے کزن، محترم محمد ندیم ظفر (صدر TMQ کھڈیاں) کی اہلیہ محترمہ، محترم محمد اکرم نیازی (ناظم TMQ جڑانوالہ) کے والد محترم، محترم ڈاکٹر اعجاز احمد (قلعہ مراد بخش) کی ہمشیرہ، محترم عبدالغفار بھٹہ (سمندری) کی والدہ محترمہ، محترم مہر افراہیم کلاسن (سیکرٹری PAT تاندلیانوالہ)، محترم جاوید سرور (سمندری) کے والد محترم، محترم محمد رضا (سمندری) کی ممانی، محترم راشد باجوہ (سیالکوٹ) کے والد محترم، محترم حاجی محمد قاسم (سانگلہ ہل) کے دادا جان، محترم حافظ عابد حسین (سانگلہ ہل) کے والد محترم، محترم اویس یونس (مڑھ بلوچاں) کی دادی جان، محترم شاہد فاروق (ضلعی ناظم ٹوبہ ٹیک سنگھ) کا بھانجا اور بھتیجا، محترم ملک طارق محمود (جڑانوالہ)، محترم تاج دین (کھرڑیانوالہ)، محترم حافظ محمد عثمان (پی پی 63) کا کزن، محترم اختر علی قادری (ضلعی صدر نارووال) کی پھوپھو جان، محترم حافظ محمد طفیل (کالیکی منڈی) کی ہمشیرہ، محترم محمد جمیل طاہر (سمندری) کی پھوپھو جان، محترم محمد امتیاز بھٹی (ماموں کانجن) کے کزن، محترم رانا نیاز احمد (سمندری) کے والد محترم، محترم ماسٹر محمد رمضان ہیرا (پاکپتن شریف) کی زوجہ محترمہ، محترم شیخ محمد حبیب (کامونکی) کے چچا جان، محترم حاجی محمد لطیف (ضلعی صدر TMQ ٹوبہ ٹیک سنگھ) کے سسر، محترم محمد اشرف گورائیہ (سابقہ ضلعی ناظم ٹوبہ ٹیک سنگھ) کی والدہ محترمہ، محترم محمود اشرف چیمہ (سابقہ سیکرٹری جنرل PAT پی پی 85 گوجرہ) کے بہنوئی، محترم ماسٹر ریاض (ناظم دعوت پی پی 85 گوجرہ) کے بھائی جان، محترم عبدالشکور (لاہور) کی ممانی، محترم ساجد محمود رندھاوا (صدر PAT پی پی 84 گوجرہ) کے والد محترم قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرکزی سیکرٹریٹ اور گوشہ درود میں موجود احباب نے جملہ مرحومین کی مغفرت و بخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجرعظیم عطا فرمائے۔ آمین

اعتکاف 2019ء

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی نئی آنے والی کتب

محمد فاروق رانا

اعتکاف 2019ء کے موقع پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی درج ذیل تصانیف زیورِ طباعت سے آراستہ ہوئیں:

ا۔ تغیرِ زمان سے اِجتہادی اَحکام میں رِعایت اور تبدیلی

اسلامی قوانین ہر زمانے کے بدلتے ہوئے حالات و عادات اور اَحوال و ظروف کے مطابق اِنسانوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ ان قوانین میں اللہ تعالیٰ نے اتنی وسعت اور لچک رکھی ہے کہ ان میں ہر دور کے تقاضوں کے مطابق ڈھلنے کی صلاحیت موجود ہے بلکہ بدلتے حالات کے مطابق تبدیلی ہی ان قوانین کو بقا اور دوام بخشتی ہے۔

اسلامی قوانین کی روح (Spirit) اور اصل بنیاد مصلحت عامہ کا لحاظ ہے۔ اس بناء پر تَغَيُّرُ الْأَحْكَامِ بِتَغَيُّرِ الْأَحْوَالِ وَالزَّمَانِ (حالات اور زمانہ بدلنے سے اَحکام کا بدل جانا) ایک باقاعدہ اصول بن گیا؛ جس پر فقہ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی کے اَئمہ و مجتہدین نے اپنی کتبِ فقہ میں باقاعدہ ابواب قائم کیے اور اس اصول کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کے لیے عظیم نعمت اور برکت قرار دیا۔

اسی موضوع پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی نے اِسلام کے بنیادی مصادر اور منابع سے ضروری دلائل اور نظائر اس کتاب میں جمع کیے ہیں تاکہ بدلتے ہوئے حالات میں قانون کی تبدیلی کے باب میں قرآن و حدیث، آثارِ صحابہ، اَقوالِ تابعین و تبع تابعین اور مجتہدینِ اُمت کی آراء سے اِجتہادی طریق پر استفادہ کیا جا سکے۔

یہ کتاب اسلامی قانون کے ماہرین، دینی و دنیاوی علم کے حصول میں مصروفِ عمل طلبہ، اساتذہ اور وکلاء کے لیے بھرپور رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

۲۔ الانتقال بین المذاہب

(اَحکامِ اِسلامی میں سہولت اور توسیع کا فقہی ضابطہ)

عصر حاضر میں اُمت مسلمہ کو درپیش مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ اسلامی بینکاری نظام کی تشکیل ہے۔ اس میدان میں اگرچہ کافی پیش رفت ہوئی ہے، لیکن ابھی بھی بے شمار فقہی مسائل میں رہنمائی درکار ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اس موضوع پر دستیاب معلومات میں تشنگی محسوس کرتے ہوئے اُمتِ مسلمہ کی بالعموم اور قانونِ اسلامی سے متعلقہ لوگوں کی بالخصوص رہنمائی کے لیے ''الانتقال بین المذاهب'' کے موضوع پر علمی و تحقیقی شہ پارہ تخلیق کیا ہے۔

اسلامی نظام بینکاری میں پیش آمدہ مسائل کا حل آپ نے ''تقلید المذہب'' کی بجائے ''الانتقال بین المذاہب'' کو قرار دیا ہے۔ اس مایہ ناز تصنیف میں آپ نے قرآن وحدیث سے دلائل کے ساتھ حضور نبی اکرم ﷺ، صحابہ کرام ﷺ کے عمل مبارک اور ائمہ وفقہاء کی تصریحات سے ثابت کیا ہے کہ عبادات اور نجی زندگی کے مسائل کے علاوہ اگر کوئی مسئلہ عصری اور بین الاقوامی مسائل سے متعلق ہو اور جس کا حل ایک مذہب فقہ سے میسر نہ ہو تو اُس کے حل کے لیے دوسرے فقہی مذہب سے رہنمائی لینا نہ صرف جائز ہے بلکہ بعض حالات میں ناگزیر ہے۔ اسلامی بینکاری کے نظام سے وابستہ افراد کے لیے یہ کتاب ایک مکمل گائیڈ بک کی حیثیت رکھتی ہے جو ان کو قدم قدم پر علمی و فکری رہنمائی سے نوازتے ہوئے ان کے مسائل کے حل کے لیے روشنی بکھیرتی رہے گی۔

۳۔ تصوف اور مستشرقین

(تصوف پر مغربی مفکرین کی تحقیق کا تنقیدی جائزہ)

تصوف کے مختلف پہلوؤں سے متعلق مستشرقین نے بہت سے اعتراضات اور اشکالات پیدا کیے ہیں جو آج کے دور میں

تصوف کو پڑھنے اور سمجھنے والے کے ذہن کو مسموم کرتے ہیں۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی اس منفرد و ممتاز کاوش میں ان اعتراضات کے تحقیقی، تنقیدی اور تجزیاتی جوابات دیے گئے ہیں تاکہ تصوفِ اسلامی پر پڑی ہوئی تشکیک و ارتیاب کی دبیز تہوں کو چھانٹ کر اس کے خوبصورت چہرے کو واضح کیا جا سکے۔

اس کتاب میں مغربی مفکرین میں بالخصوص پروفیسر نکلسن اور اے۔ جے۔ آربری کی کتب کو بنیاد بنا کر تصوف پر مغربی مفکرین کی تحقیق کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔

۴۔ الحکم الشرعی (نظر ثانی شدہ ایڈیشن)

شیخ الاسلام کی اس کتاب میں شریعتِ اسلامی میں حکم، اس حکم کے درجات، فرض، واجب، سنت، مستحب، مباح، حلال وحرام اور مکروہ تحریمی وتنزیہی کے احکامات کے مترتب ہونے کی وضاحت، احکامِ شریعت میں حضور ﷺ کی تشریعی اور تشریحی حیثیت کی وضاحت اور شریعت میں اباحتِ اصلیہ کے تصور کو بیان کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں اصول فقہ کی مشکل اور پیچیدہ عبارات، تعریفات اور مصطلحات کو نہ صرف نہایت آسان پیرائے میں بیان کیا گیا ہے بلکہ کئی مثالوں کے ذریعے اسے مزید واضح بھی کیا گیا ہے۔ یہ کتاب دینی مدارس اور قانون کے طلبہ کے ساتھ ساتھ وکلاء حضرات اور قانونِ اسلامی کی مبادیات کو سمجھنے کے خواہش مند عام پڑھے لکھے لوگوں کے لیے یکساں مفید ہے۔

☆ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی درج ذیل چار عربی کتب کویت کے مشہور پبلشر دار الضیاء نے مصر کے معروف پبلشر دار الاصالۃ کے اشتراک سے طبع کی ہیں:

۵۔ فَلْسَفَةُ الْحُرُوْفِ الْمُقَطَّعَة (تَفْسِيْر الٓمّٓ نَمُوْذَجًا)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی اِس کتاب میں حروفِ مقطعات کے وہ معانی و مفاہیم بیان کیے گئے ہیں جو اَکابر اُمت کو علم نبوت سے بطور خیرات نصیب ہوئے اور انہوں نے اُمتِ مسلمہ کی آگہی و رہنمائی کے لیے ہم تک پہنچائے۔ بطور نمونہ فقط الٓمّٓ کے معنی ومراد اور تعبیر وتاویل پر تفصیلی بحث بھی شاملِ کتاب کی گئی ہے۔

٦۔ حُكْمُ السَّمَاع عَنْ أَهْلِ الْبِدَعِ وَالْأَهْوَاء

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اس کتاب میں نہایت عالمانہ اور اُصولی انداز میں اہلِ بدعت کا ظہور، بدعتی کی روایت کا حکم، علماء کا ان کے ساتھ تعامل اور ان کی روایات قبول کرنے کے لیے علماء کی کڑی شرائط بیان کی ہیں۔ اس کتاب کا نہایت اہم اور بصیرت افروز حصہ وہ ہے جس میں شیخ الاسلام نے اَہلِ بدعت سے تخریج حدیث میں شیخین یعنی امام بخاری اور امام مسلم کا منہج بیان کیا ہے۔ نفسِ مسئلہ کی تمام جزئیات کے اِحاطہ کے لیے اس کتاب کا مطالعہ نہایت مفید ہوگا۔

۷۔ تَكْوِيْنُ الشَّخْصِ الْإِنْسَانِي فِي سُوْرَةِ السَّبْعِ الْمَثَانِي

۸۔ فَلْسَفَةُ الْحَيَاةِ فِي الْإِسْلَام

☆ اعتکاف 2019ء کے پُرسعید موقع پر محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری (صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل) کی درج ذیل دو تصانیف شائع ہوئیں:

۱۔ اِسلامی فلسفہ اور مسلم فلاسفہ

اسلامی فلسفہ اور مسلم فلاسفہ کے عنوان سے ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی مایہ ناز تصنیف اپنے اندر انفرادیت و امتیاز کے کئی پہلو سموئے ہوئے ہے۔ فلسفہ اور اسلامی فلسفہ کے حوالے سے کسی بھی ذہن میں کسی بھی جہت سے کوئی بھی سوال پیدا ہوتا ہے تو یہ کہنا بالکل بے جا نہ ہوگا کہ یہ کتاب اس کو کامل رہنمائی دیتی نظر آتی ہے۔ اس کتاب میں فلسفہ، مسلم فلسفہ، یونانی افکار ونظریات، قدیم مسلم فلاسفہ اور ان کے نظریات اور عصرِ حاضر میں اسلامی فلسفہ وفکر میں جدتِ افکار سمیت کئی موضوعات کو زیرِ بحث لایا گیا۔

۲۔ کرۂ ارضی سے انسانی ہجرت اور یاجوج ماجوج کی حقیقت

(اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ)

اس موضوع پر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے نہایت منفرد اور اچھوتے انداز میں قلم اٹھایا ہے۔ اس کتاب میں خلائی مخلوق کی حقیقت، اسلام اور دیگر مذاہب میں یاجوج ماجوج کے بارے میں تصور، دوسروں سیاروں پر زندگی کی حقیقت، زمینوں اور آسمانوں کی تعداد کے بارے میں قرآن مجید کی بیان کردہ حقیقت، زمین پر موجود سپیس ایجنسیوں کے کام کی نوعیت اور

اس نظام میں ظالموں کے حقوق ہیں، مظلوموں کے نہیں

نئی جے آئی ٹی کو فون کالز ڈیٹا سمیت اہم شواہد پیش کر دیئے

شہداء کے درجات کی بلندی کیلئے دعا گو ہوں، ورثاء کی استقامت قابلِ تحسین ہے

قائد تحریک منہاج القرآن کا شہدائے ماڈل ٹاؤن کی 5ویں برسی کے موقع پر خطاب

خصوصی رپورٹ

قائد تحریک منہاج القرآن شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے شہدائے ماڈل ٹاؤن کی 5ویں برسی پر خصوصی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے انصاف کے ضمن میں 5سال پہلے جہاں کھڑے تھے آج بھی وہیں کھڑے ہیں۔ سپریم کورٹ میں کیس لڑ کرنئی جے آئی ٹی بنوائی اور اس جے آئی ٹی کو تمام ذمہ داروں کے فون کالز کا ڈیٹا اوراہم شواہد مہیا کیے جن کی بنیاد پر جے آئی ٹی نے نواز شریف، شہباز شریف اور دیگر ذمہ داروں کے بیانات قلمبند کیے۔ کوئی بھی فون کالز ڈیٹا سے انحراف نہیں کر سکتا، کس نے، کس کو، کب اور کتنے دورانیے کی کال کی؟ یہ سارا ریکارڈ جے آئی ٹی کو فراہم کیا جا چکا ہے۔ جب جے آئی ٹی نے اپنا کام مکمل کر لیا تو ایک ملزم پولیس افسر کی درخواست پر جے آئی ٹی کو کام کرنے سے روک دیا گیا۔ اس ملزم پولیس افسر کا موقف تھا کہ جے آئی ٹی کی تشکیل سے میری حق تلفی ہوئی۔ یعنی اس نظام میں قاتلوں کے حقوق ہیں مگر مقتولین کے لیے اس نظام میں تڑپنا اور انصاف مانگتے مانگتے مر جانا ہی لکھا ہے۔ جو کارکنان مختلف اضلاع سے شہدائے ماڈل ٹاؤن کی قرآن خوانی کے لیے مرکزی سیکرٹریٹ لاہور آرہے تھے، انہیں پولیس نے گرفتار کر کے جعلی مقدمات بنا دیے اور پھر ان 107 کارکنوں کو 7سال اور 5سال کی قید با مشقت سنا دی گئی اور یہ 107 کارکن آج جیلوں میں قید ہیں۔ جنہوں نے قتل کیے وہ آزاد گھوم رہے ہیں اور جنہوں نے ظلم کے لیے آواز بلند کی انہیں سزائیں سنا دی گئیں۔ یہ ہے نظام اور اس کا اصل چہرہ۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ظلم پر اللہ اور میڈیا کے سوا ہمارے ساتھ کوئی نہیں تھا۔ ہم مایوس نہیں ہیں، ایک کے بعد ایک عدالت سے انصاف مانگ رہے ہیں اور مانگتے رہیں گے۔ اگر ان عدالتوں سے انصاف نہ ملا تو ایک عدالت اللہ کی بھی ہے، وہاں سے ضرور انصاف ملے گا۔ قانون بے شک ظالم کے ہی ساتھ کیوں نہ ہو پھر بھی قانون کی ہی چھتری تلے رہنا پڑتا ہے۔ میں نے اپنے کارکنوں کو ہمیشہ قانون کا احترام سکھایا، کسی بھی مرحلے پر قانون ہاتھ میں نہیں لیا۔ اللہ تعالیٰ شہداء کے درجات بلند کرے۔ حصول انصاف کی جدوجہد میں ساتھ دینے والے ورثاء کی ہمت اور صبرواستقامت کو سلیوٹ کرتا ہوں۔ شہدائے ماڈل ٹاؤن اور شہدائے انقلاب مارچ کی قربانیاں ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ تحریک کا ہر کارکن شہداء کے مقدس لہو کا مقروض ہے۔ حصول انصاف تک یہ جنگ جاری رہے گی، چاہے کوئی بھی قربانی ادا کیوں نہ کرنی پڑے۔

لاہور ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ میں سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حوالے سے ہماری 8 کے قریب اپیلیں زیر سماعت ہیں۔ شریف برادران کی طلبی کی درخواست بھی زیر سماعت ہے، سرگودھا میں جن کارکنان کو قید کر دیا گیا ان کی اپیلیں بھی زیر سماعت ہیں۔ جے آئی ٹی کی پروسیڈنگ روکے جانے کے خلاف بھی اپیلیں دائر کر رکھی ہیں، اس طرح مختلف قسم کی

18اپیلیں زیر سماعت ہیں، ان کی سماعت اور فیصلوں کے منتظر ہیں۔ جب تک عدالت میں نہیں تھے، احتجاج کرتے رہے اور احتجاج کا بھی ایسا حق ادا کیا کہ نہ کسی نے کیا ہوگا اور نہ آئندہ کوئی کر سکے گا۔ اس نظام کے خلاف جو قربانیاں عوامی تحریک اور منہاج القرآن کے کارکنان نے دیں کوئی اور ان کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ ہم نے حق کا ساتھ دیا، ہمیں کوئی پچھتاوا نہیں اور نہ ہی شہداء کا خون رائیگاں جائے گا۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے شہدائے ماڈل ٹاؤن اور شہدائے انقلاب مارچ کی جرأت و بہادری پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ ظالم نظام کے خلاف جدوجہد کرتے ہوئے کارکنوں نے سینے پر گولیاں کھائیں مگر پیٹھ پھیر کر بھاگے نہیں میں شہداء کے درجات کی بلندی اور ورثاء و پسماندگان کے صبر جمیل کے لیے دعا گو ہوں اور شہداء کو سلیوٹ کرتا ہوں۔ جملہ کارکنان جو ظلم سے لڑے وہ نہتے تھے، ان کے ہاتھ میں کوئی بندوق نہیں تھی۔ میں نے کارکنان کے ہاتھوں میں بندوق نہیں قلم دیا ہے۔

نظام کے حوالے سے ایک چیز انتہائی افسوسناک ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ قتل عام میڈیا کی آنکھ کے سامنے ہوا اور میڈیا کے کیمروں نے پوری قوم کو دکھایا مگر اس کے باوجود ہمیں انصاف کے لیے لڑتے ہوئے 5سال گزر گئے۔ جب تک ہم عدالتوں میں نہیں تھے ہم سڑک پر تھے، ہم نے پاکستان کے ہر شہر میں ریلیاں نکالیں ،دھرنے بھی دیئے، کارکنان انصاف کے لیے شہر شہر گئے، جلسہ جلوس بھی ہوا، تب جا کر ایف آئی آر کا اندراج ممکن ہو سکا۔ اب کیسز عدالتوں میں ہیں، ہمیں انصاف عدالتوں نے ہی دینا ہے، جو نظام ہے اور جس نظام کے تحت عدالتیں کام کررہی ہیں، اسی کے ذریعے انصاف ملنا ہے۔ ہم نظام کی تبدیلی کیلئے بھی اپنا کردار ادا کررہے ہیں، کرتے رہیں گے اور انصاف بھی مانگتے رہیں گے۔

حصول انصاف کی اس جنگ میں تمام وسائل بروئے کار لارہے ہیں۔ یہ بات تذکرہ کے طور پر کررہا ہوں، وکلاء کی فیسیں کروڑوں میں ہیں، کوئی لاء چیمبر کروڑ سے کم کی بات نہیں کرتا ہمارے لیے انصاف اہم ہے، اس کے لیے تن کے کپڑے بھی بیچنے پڑے تو پرواہ نہیں۔ ہمارے کارکنوں کے انصاف سے برتر اور کوئی چیز نہیں لیکن یہاں اس امر کا تذکرہ بھی ضروری ہے، ہم ایک جماعت ہیں، ایک تحریک ہیں، پاکستان اور پاکستان سے باہر ہمارے لاکھوں کارکنان ہیں، ہم ایک منظّم اور نظم و ضبط والی جماعت ہیں، اس کے باوجود انصاف کے لیے دربدر ہیں اور کوئی ادارہ ہماری بات نہیں سن رہا۔ اس بات سے اندازہ لگایئے کہ جس کا کوئی نہیں ہے ،جو غریب ہے ، جس کے پاس مقدمہ بازی کے لیے پیسے نہیں ہیں، جو اچھے اور مہنگے وکلاء کی خدمات حاصل کرنے کے لیے وسائل نہیں رکھتے ،ان پر کیا گزرتی ہوگی۔ ہم روز پڑھتے اور سنتے ہیں کہ ایک نسل نے مقدمہ کیا اور تیسری نسل بھی کیس لڑتی رزق خاک ہو جاتی ہے۔ اس نظام میں مائیں اپنے بیٹوں کے قاتلوں سے صلح کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں چونکہ اس ملک میں قاتل طاقتور اور مضبوط ہے، اس لیے کہ وہ پیسے والا ہے۔ یہ نظام بھی اسی کے اردگرد گھومتا ہے، یہ تھانہ اور کچہریوں کا نظام پیسے والوں کے ذریعے چلتا ہے۔ جہاں ریاست اور ریاستی ادارے کمزور ہوتے ہیں، وہاں پیسے والے بالادست ہو جاتے ہیں اور پھر وہ طاقتور کے زور پر اپنے مفادات کا حصول یقینی بناتے ہیں۔ اپنے مفادات کے لیے انہیں کسی کی جان لینی پڑے یا کسی کی حق تلفی کرنی پڑے، وہ رتی برابر نہیں چونکتے کیونکہ انہیں علم ہے کہ پیسے کے زور پر وہ کسی کی جان بھی لے سکتے ہیں اور پیسے کے بل بوتے پر پھانسی کے پھندے سے بچ بھی سکتے ہیں۔

ہماری جنگ اس ظالم نظام کے خلاف ہے جو جاری رہے گی، ہم اس ملک میں حقیقی تبدیلی اور انقلاب کی علامت ہیں۔ تحریک منہاج القرآن کا ہر کارکن انقلاب کا داعی ہے، ہم اس ظالم نظام کا مکروہ چہرہ بے نقاب کرتے رہیں گے چونکہ ظلم کے خلاف آواز بلند کرنا ہمارے ایمان کا حصہ ہے اور ہم اپنی ان ذمہ داریوں سے کبھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

❁❁❁❁❁

المواخات اسلامک مائیکروفنانس پراجیکٹ کی افتتاحی تقریب

’’دینے والا ہاتھ مانگنے والے ہاتھ سے بہتر ہے‘‘

بے روزگاروں کو انٹرسٹ فری پروڈکٹ بیسڈ قرضہ دینگے: ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

سید تنویر عباس تابش نے المواخات پراجیکٹ کے بارے میں شرکاء کو بریف کیا

خصوصی رپورٹ: آفتاب احمد خان

مورخہ 8 جون 2019ء کو ’’المواخات‘‘ اسلامک مائیکرو فنانس پراجیکٹ کا باضابطہ آغاز ہوا، اس کے آغاز کی پروقار تقریب منہاج یونیورسٹی لاہور میں انعقاد پذیر ہوئی۔ ’’المواخات‘‘ پراجیکٹ کے چیئرمین ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ’’المواخات‘‘ اسلامک مائیکرو فنانس پراجیکٹ کے خدوخال پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور پہلے مرحلے پر موٹر سائیکل اور رکشا کی چابیاں بھی دی گئیں۔ افتتاحی تقریب میں وائس چانسلر محمد اسلم غوری، کرنل (ر) محمد احمد، پراجیکٹ کے بزنس ڈائریکٹر آپریشن سید تنویر عباس تابش، میڈیا ڈائریکٹر منہاج القرآن نوراللہ صدیقی، منیجر آپریشن محمد حسن عباس، ڈاکٹر خرم شہزاد و دیگر شریک تھے۔

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے اپنے خطاب میں اس پراجیکٹ کو عملی شکل دینے پر سید تنویر عباس تابش اور حسن عباس کو مبارکباد دی۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ جب ہم قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور اس کے مفہوم کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں تو ہمیں 40 فیصد حصہ حقوق اللہ سے متعلق ملتا ہے جبکہ بقیہ احکامات حقوق العباد سے متعلق ہیں۔ بہترین عبادت اور خدمت انسانیت کی خدمت ہے۔ کسی کو روزگار دینا اور اس کے لیے کفالت کے اسباب پیدا کرنا یہ بہترین عبادت ہے۔ پاکستان کا نمبر ون مسئلہ بیروزگاری ہے۔ خط غربت سے نیچے رہنے والے شہریوں کی تعداد کروڑوں میں ہے۔ اگرچہ کروڑوں لوگوں کے لیے روزگار مہیا کرنا ریاستی سطح پر ہی ممکن ہے تاہم پرائیویٹ سیکٹر میں اپنی مدد آپ کے تحت خدمات انجام دے کر بیروزگاری کے المیہ کو کم سے کم کیا جا سکتا ہے۔ اسی سوچ کے تحت ’’المواخات‘‘ اسلامک مائیکرو فنانس پراجیکٹ کا آغاز کیا گیا ہے۔

ہماری مقدور بھر کوشش ہے کہ ایسے ہاتھ ہوں جو دینے والے ہوں، لینے والے نہ ہوں۔ پاکستان کی سوسائٹی سماجی تضادات سے بھری ہوئی ہے۔ یہاں تعلیم بھی مسئلہ ہے، اگر تعلیم ہو تو پھر یہ سوال ہوتا ہے کہ کس اچھے ادارے سے ہے؟ اب صرف ڈگری کی بنیاد پر نوکری نہیں ملتی بلکہ ڈگری دینے والے مہنگے اداروں کا حوالہ کارگر ثابت ہوتا ہے۔ روزگار کے مواقع کا مہیا نہ ہونا بھی ایک بہت بڑا المیہ ہے کہ تعلیم کے مطابق روزگار جب تک نہیں ملتا تو پڑھے لکھے نوجوان ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے تعلیمی اداروں میں ایسا تعلیمی نظام وضع کیا جائے جو تکنیکی ہو، شارٹ کورسز ہوں اور نوجوانوں کو ڈگری کے ساتھ ساتھ ہنرمند بھی بنایا جائے تاکہ کم ازکم وہ دوران تعلیم اپنے تعلیمی اخراجات بھی پورے کر سکیں۔

وقار اور عزت نفس کے تحفظ کے ساتھ دکھی انسانیت کی خدمت ہی بہترین عبادت ہے۔ یہاں پر لوگ مدد تو کرتے ہیں مگر اس میں وقار نہیں ہوتا۔ کسی کو زکوۃ دینا یا خیرات دینا یہ کوئی باوقار مدد نہیں ہے۔ ’’المواخات‘‘ اسلامک مائیکرو فنانس پراجیکٹ ایک وقار کے ساتھ انسانیت کی خدمت کا عزم لے کر اٹھا ہے۔ بے روزگار نوجوانوں کو پاؤں پر کھڑا کرنے کے لئے

شخصی ضمانت، آسان شرائط پر انٹرسٹ فری ’’پروڈکٹ بیسڈ‘‘ قرض دیا جائے گا اور پہلے مرحلہ پر بے روزگار نوجوانوں کو رکشے اور موٹر سائیکل دے رہے ہیں۔ قرض کی واپسی کی ماہانہ قسط جملہ واجبات کے ساتھ انتہائی کم اور قابل برداشت ہے۔ یہ پائلٹ پراجیکٹ ہے، بتدریج پراڈکٹ بیسڈ قرض کے اجراء کے دائرہ کار کو وسعت دی جائے گی۔

’’المواخات‘‘ کا قیام شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے انسانیت کی خدمت کے ویژن کے تحت روبہ عمل لایا گیا ہے۔ انٹرسٹ فری مائیکرو فنانس کے اس فلاحی منصوبہ کو منہاج القرآن انٹرنیشنل کی سرپرستی حاصل ہے۔ آبادی کا نوجوانوں پر مشتمل ایک ایسا بڑا حصہ بھی ہے جو کالج، یونیورسٹی تو نہیں گیا لیکن وہ رزق حلال کمانا چاہتا ہے۔ مارکیٹ میں بنک قرضہ دیتے ہیں لیکن وہ گارنٹی مانگتے ہیں، شخصی گارنٹی نہیں بلکہ پراپرٹی کی صورت میں۔ ایک آدمی جو پہلے ہی کسمپرسی کی حالت میں ہے وہ گارنٹی کہاں سے لائے؟ اور ایسے شخص کی گارنٹی بھی کون دیتا ہے جس کے پاس کچھ نہیں ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے لیے ’’المواخات‘‘ اسلامک مائیکرو فنانس پراجیکٹ کا اجراء کیا گیا ہے کہ رزق حلال کمانے میں ان کی مدد کی جائے، ان کا سہارا بنا جائے۔ یہ پراجیکٹ اس طبقہ کو مدد فراہم کرے گا جنہیں کمرشل بنک قرضہ دینے سے انکار کردیتے ہیں یا وہ کمرشل بنکوں کے ضابطوں کو پورا کرنے کی سکت نہیں رکھتے۔

ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہمارا قرضہ پروڈکٹ بیسڈ ہوگا، ہم نقد رقوم فراہم نہیں کریں گے کیونکہ اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ کوئی غریب آدمی جب کسی خاص مقصد کیلئے قرضہ لیتا ہے تو وہ پورا نہیں کر پاتا۔ گھر میں بیماری یا کسی اور ایمرجنسی کی وجہ سے وہ قرضہ اصل مقصد پر استعمال نہیں ہو پاتا۔ لہذا ہم اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ ہماری مدد پاؤں پر کھڑے کرنے کے لیے ہوگی، اگر کوئی رکشا چلا سکتا ہے تو اسے رکشے کے پیسے نہیں دینگے بلکہ رکشا خرید کر دینگے اور اسی طرح مستقبل میں برسرروزگار لانے کے جتنے بھی منصوبے بنیں گے وہ پروڈکٹ بیسڈ ہونگے۔ اگر اس قوم کو ایک متحد اور پراعتماد قوم بنانا ہے تو پھر اسے پاؤں پر کھڑا کرنے کی پالیسیاں بنانا ہونگی۔ مالی مدد کی بنیاد پر کوئی فرد یا خاندان کبھی خودکفیل نہیں ہوسکتا، حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مانگنے والے ہاتھ سے بہتر دینے والا ہاتھ ہے۔

اگر آپ کسی کی مالی مدد کرینگے تو مالی مدد حاصل کرنے والے کو بھی علم ہے میں اس کو جس طرح بھی خرچ کرلوں جواب دہ نہیں ہوں، اگر آپ کسی کو قرض دیں گے اور اسے علم ہوگا کہ مجھے یہ قرض واپس کرنا ہے تو وہ سوچ سمجھ کر اس کا استعمال کرے گا۔

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے ’’المواخات‘‘ اسلامک مائیکرو فنانس پراجیکٹ کا نام ’’المواخات‘‘ رکھنے کا پس منظر بیان کرتے ہوئے کہا کہ معراج النبی ﷺ کے بعد اور قرآن مجید کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ مواخات مدینہ ہے۔ مواخات مدینہ میرے نزدیک محض ایک واقعہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔ انصار مدینہ جو ایک لمحہ پہلے کسی کو نہیں جانتے تھے، وہ مہاجرین جو تاجدار کائنات ﷺ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ آئے تھے، اس ماحول میں اجنبی تھے، وہ خالی ہاتھ اپنے عزیز و اقارب، مال و اسباب کو چھوڑ کر مدینہ آئے۔ دوسری طرف انصار جو میزبان تھے اور برسرروزگار تھے، اپنی اپنی حیثیت کے مطابق کاروبار، کھیتی باڑی اور باغات کے مالک تھے۔ یہ دو طبقات تھے: ایک وہ طبقہ جس کے پاس سب کچھ تھا اور دوسرا وہ طبقہ تھا جس کے پاس کچھ نہیں تھا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے مدینہ تشریف لاتے ہی دو کام انجام دیئے: انصار اور مہاجرین کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا تو اس طرح مہاجرین کی جو عزیز و اقارب کے حوالے سے تنہائی تھی اس کا خاتمہ فرما دیا اور ان کو وسائل میں شریک کار بنا دیا اور حضور نبی اکرم ﷺ کے ان دونوں فیصلوں کو انصار مدینہ نے بخوشی قبول کیا اور اپنے مہاجر بھائیوں کیلئے وسائل مختص کر دیئے۔ آج کے زمانے میں بھی کوئی بھائی کبھی کسی کے نام جائیداد، کاروبار اور وسائل نہیں لگاتا مگر حضور نبی اکرم ﷺ کے اس بے مثال معجزے کے نتیجے میں انصار مدینہ نے اپنے مہاجر بھائیوں کیلئے اپنے وسائل اور گھر بار میں انہیں حصہ دار بنا دیا۔ اسی بھائی چارے کو فروغ دینے کی آج بھی ضرورت ہے۔ جن کے پاس کچھ ہے وہ اپنے وسائل ان کے لیے مختص کریں جن کے پاس کچھ نہیں ہے۔

❁❁❁❁❁

کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز

دینی و عصری علوم کا عظیم تعلیمی تربیتی ادارہ

اعلیٰ تعلیمی معیار کی وجہ سے طلباء بورڈز میں نمایاں پوزیشنز حاصل کرتے ہیں

کالج شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی سرپرستی اور ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی زیرنگرانی خدمات انجام دے رہا ہے

جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن عصر حاضر کی عظیم علمی، فکری، روحانی تحریک کا پہلا مرکزی تعلیمی و تربیتی ادارہ ہے جس کی بنیاد 18 ستمبر 1984ء کو علوم و فنون اور تہذیب و ثقافت کے مرکز لاہور میں رکھی گئی۔ علوم شریعہ اور عصریہ کی امتزاجی تعلیم کے ساتھ ساتھ امتیازی نظم و نسق اور اخلاقی و روحانی تربیت میں یہ اپنی نوعیت کا ایک منفرد ادارہ ہے۔ کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز میں داخلے شروع ہیں جن میں الشہادۃ الثانویہ؛ دو سال کا کورس ہے جو میٹرک کے بعد کروایا جاتا ہے۔ الشہادۃ العالیہ؛ تین سال کا کورس ہے جو الشہادۃ الثانویہ کے بعد کروایا جاتا ہے اور تیسرا پروگرام الشہادۃ العالمیہ کا ہے جو 2 سال کے دورانیہ پر مشتمل ہے اور اس کے لیے الشہادۃ العالیہ کی ڈگری اہلیت کی شرط ہے۔

کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز علوم دینیہ کے ساتھ ساتھ علوم عصریہ پر بھی خاص توجہ مرکوز کیے ہوئے ہے۔ ایف اے، آئی سی ایس، آئی کام بھی کروایا جاتا ہے۔ یہ پروگرام دو سال میں مکمل ہوتا ہے اور اس کی بنیادی اہلیت میٹرک ہے۔ اسی طرح بی ایس اسلامک سٹڈیز عریبک/ اسلامک بینکنگ اینڈ فنانس / اکنامکس اور پی ایچ ڈی اسلامک سٹڈیز اور عریبک کے پروگرام بھی آفر کیے جاتے ہیں۔ بی ایس اسلامک سٹڈیز 8 سمسٹرز پر مشتمل ہے جو چار سالہ پروگرام ہے۔ اس کی بنیادی اہلیت ایف اے اور ایف ایس سی ہے۔ پی ایچ ڈی 6 سمسٹرز پر مشتمل ہے جس کا دورانیہ 3 سال ہے اور اس کی بنیادی اہلیت ایم فل اسلامک سٹڈیز اور عریبک ہے۔

کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز کی امتیازی خصوصیات میں مختلف شارٹ کورسز بھی ہیں۔ امتحانات سے فارغ التحصیل طلباء و طالبات کے لیے قرآن ریڈنگ ،عرفان القرآن کورس، ٹرانسلیشن آف قرآن، قرأۃ القرآن، حفظ القرآن، حدیث لرننگ، سیرت الرسول ﷺ، فقہ لرننگ اور نعت کورسز شامل ہیں۔ اس کے علاوہ کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز انگلش اور عریبک لینگوئج کے شارٹ کورسز بھی کرواتا ہے۔ کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز کے اعلیٰ تعلیمی معیار کا ایک ثبوت زیر تعلیم بچوں کا لاہور بورڈ اور پنجاب یونیورسٹی میں پہلی پوزیشنز حاصل کرنا ہے۔ نقیب اعظم نے 2017ء میں لاہور بورڈ میں پہلی پوزیشن حاصل کی، اسی طرح 2014ء میں اللہ وسایا نے لاہور بورڈ میں ایف کے امتحان میں پہلی پوزیشن حاصل کی، محمد الیاس شاہ نے پنجاب یونیورسٹی میں 1997ء میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ اسی طرح کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز کے طلباء مختلف مقابلوں کے امتحانات میں نمایاں پوزیشنز حاصل کرتے رہتے ہیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی سرپرستی اور ڈاکٹر حسن محی الدین قادری چیئرمین سپریم کونسل تحریک منہاج القرآن کی نگرانی میں کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز پڑھے لکھے پاکستان کی منزل کے حصول کیلئے دن رات کوشاں ہے۔ جو والدین اپنے بچے کو دین و دنیا کے علم سے آراستہ اور ایک ذمہ دار شہری بنانے کا خواب آنکھوں میں رکھتے ہیں تو وہ بلاتاخیر اپنے بچوں کو کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز میں داخل کروائیں کیونکہ یہ واحد تعلیمی ادارہ ہے جہاں معیاری تعلیم اور تربیت ایک ساتھ فراہم کی جاتی ہے اور بچوں میں چھپے ہوئے ٹیلنٹ کو اجاگر کرنے کیلئے غیر نصابی سرگرمیوں پر بھی بطور خاص توجہ مرکوز کی جاتی ہے۔ یہاں کا تدریسی عملہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور وسیع تدریسی تجربہ کا حامل ہے۔ منہاج القرآن کے تعلیمی ادارے اور یہاں تعلیم دینے والے اساتذہ ایک جذبہ اور لگن کے ساتھ بچوں کو تعلیم فراہم کرتے ہیں۔ ❁❁

منہاج کالج برائے خواتین

زیر سرپرستی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

زیر نگرانی ڈاکٹر حسن محی الدین قادری پی ایچ ڈی (مصر)

پرنسپل: ڈاکٹر ثمر فاطمہ پی ایچ ڈی (انگلینڈ)

فرسٹ ایئر میں داخلے کا آغاز: 20 جولائی 2019ء
کلاسز کا آغاز: 19 اگست 2019ء

لاہور بورڈ امتحانات میں نمایاں پوزیشن

- سرکاری اداروں میں تعیناتی بذریعہ پبلک سروس کمیشن
- NTS امتحانات میں ملک بھر میں نمایاں پوزیشنز
- پی ایچ ڈی سکالرز کی زیر نگرانی تعلیم و تربیت

داخلہ جاری ہے

علوم شریعہ کے ساتھ ساتھ علوم عصریہ کی منفرد آفر

علوم عصریہ

انٹرمیڈیٹ پروگرامز

- ★ ایف اے دورانیہ 2 سال
- ★ آئی سی ایس دورانیہ 2 سال
- ★ آئی کام دورانیہ 2 سال

بی ایس پروگرامز

- بی ایس اسلامک سٹڈیز دورانیہ 4 سال
- بی ایس انگلش دورانیہ 4 سال
- بی ایس ایجوکیشن دورانیہ 4 سال
- بی ایس اسلامک بنکنگ اینڈ فنانس دورانیہ 4 سال
- بی ایس کمپیوٹر سائنس دورانیہ 4 سال

علوم شریعہ

شریعہ پروگرامز

- الشهادة الثانوية دورانیہ 2 سال
- الشهادة العالية دورانیہ 3 سال
- الشهادة العالمية دورانیہ 2 سال

ایم فل پروگرامز

- ایم فل اسلامک سٹڈیز دورانیہ 2 سال

شارٹ کورسز

- ☆ عرفان القرآن کورس
- ☆ نعت، خطاب، قرأت، فقہ، عقائد، سیرت، تجوید
- ☆ انگلش اور عربی لینگویج کورس

سکالرشپ

- ☆ بورڈ میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے پر فری تعلیم و رہائش
- ☆ بورڈ میں 90% سے زائد نمبر حاصل کرنے پر فل فیس میں رعایت
- ☆ بورڈ میں 85% تا 89% نمبروں پر 75% ٹیوشن فیس میں رعایت
- ☆ بورڈ میں 80% تا 84% نمبروں پر 50% ٹیوشن فیس میں رعایت
- ☆ شریعہ میں اول پوزیشن پر 5000 روپے ماہانہ خورشید بیگم سکالرشپ
- ☆ شریعہ میں دوئم پوزیشن پر 3000 روپے ماہانہ خورشید بیگم سکالرشپ
- ☆ شریعہ میں سوئم پوزیشن پر 2000 روپے ماہانہ خورشید بیگم سکالرشپ

برائے رابطہ: منہاج کالج برائے خواتین، نزد ہمدرد چوک ٹاؤن شپ لاہور
www.minhaj.edu.pk/mcw Email:mcw@minhaj.edu.pk, unimcw@gmail.com
Tel:04235116784-5,04235111013,0300-4160881

شہداء انقلاب (سانحہ ماڈل ٹاؤن) کی پانچویں برسی کے موقع پر مرکزی دعائیہ تقریب

المواخات اسلامک مائیکروفنانس پروجیکٹ کی افتتاحی تقریب۔ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا خطاب

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN JULY-2019
LAHORE
Regd CPL No.41

شہرِ اعتکاف 2019ء